بسم اللہ الرحمن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

عبدالقدیر نیاز

بابت ماہِ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۲ مطابق ماہِ نومبر سنہ ۱۹۴۳ء

ماہِ نبوت ۱۳۲۲ھش

جلد ۴۲ عدد ۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے اور بیرون ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہو گی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے، اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک بار	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتّر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستّر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	پچپن روپے	نوّے روپے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اُردو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۲ | ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۲ ہجری مطابق ماہ نومبر سنہ ۱۹۴۳ء | عدد ۱۱

فہرست مضامین

(۱)	قرآن مجید اور علوم سائینس صؔ ۲	جناب شیخ عبد القادر صاحب اکونٹنٹ ٹوبرلز لائلپور
(۲)	حضرت بابا نانک کا پیغام غیر مبایعین احباب کے نام صؔ ۲۱	جناب گیانی عباد اللہ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ
(۳)	اسلامی خلافت اور شیعہ کتب صؔ ۳۴	جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گردکھی ہے۔ کہ کوئی کرہ ساکن نہیں۔ سب اپنے اپنے دائروں میں چل رہے ہیں۔

چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے۔ پھر زمین اور دیگر اجرام سورج کے گرد گھوم رہے ہیں۔ سورج اس سارے نظام کے ساتھ ستارہ "ویگا" کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور ستارہ ویگا کسی اور طرف جا رہا ہے غرض تمام اجرام اپنی اپنی گردش میں مصروف ہیں۔ ساری فضا میں کوئی جسم ایسا نہیں کہ جو ثابت ہو۔

اب ایک بات رہ گئی۔ کہ آسمان کو سَقْفًا مَّحْفُوظًا (محفوظ چھت) کیوں کہا گیا۔ یہ یاد رہے کہ آسمانوں کی تخلیق کا ذکر اس سے قبل کی آیت میں ہو چکا ہے۔ یہاں یہ ذکر ہے کہ ہم نے آسمان میں ایسے خواص اور طاقتیں رکھدی ہیں جن کے ذریعہ ایک محفوظ چھت کی طرح دنیا کی حفاظت ہو رہی ہے۔ واضح رہے کہ قرآن کریم کے نزدیک آسمان اُس حدّ نظر کا نام نہیں جو آپ کو نیلگوں نظر آ رہی ہے بلکہ اس بلندی کا نام ہے جو وسیع فضا کی صورت میں دنیا کا احاطہ کئے ہوئے ہے

اَب میں آپ کی توجہ ایک مضمون کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جو کہ رسالہ سائنس اپریل ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا جس کا عنوان ہے۔

"کیا دنیا پر چھتّ ہے؟"

کیا دنیا پر چھت ہے؟ اس سوال کا جواب صدیوں پہلے سائنس نے یہ دیا ہے کہ دنیا پر کوئی چھت نہیں لیکن حال میں بعض ایسے واقعات کا انکشاف ہؤا ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا پر ایک قسم کی چھت ضرور ہے ...... (نیلگوں آسمان کو دیکھکر) ہماری آنکھیں چاہے دن کا وقت ہو یا رات کا یہ بتلاتی ہیں کہ اگر کوئی چھت ہے بھی تو وہ کروڑوں میل دُور ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمیں دھوکہ دے رہی ہیں۔ زمین کی چھت کا نچلا حصّہ زمین کی سطح سے صرف دس میل پر واقع ہے۔ سائنس دان اِسے دنیا کی چھت نہیں کہتے۔ وہ اس کو ایک عمدہ اور فنّی اصطلاح فضائے قائمہ (stratosphere) سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ تمام کُرّہ زمین کو گھیرے ہوئے ہے حقیقی معنوں میں وہ ایک چھت ہی ہے کیونکہ نہ صرف وہ ہمیں سخت حرارت اور گرمی کی شدّت سے بچاتی ہے۔ اور شہاب ثاقب کو جو وقتاً فوقتاً فضاء میں ٹوٹ کر گرتے ہیں روک دیتی ہے بلکہ اس عجیب و غریب

بقیہ حاشیہ علہ:- اور مُختلف ٹیڑھے راستوں پر متحرک فرض کئے گئے تھے۔ یہ وہ نظام کائنات ہے۔ جو مشہور فلاسفر بطلیموس نے پیش کیا۔ اور جو کہ سولھویں صدی تک رائج رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مہلک قوت سے بھی جس کو کائناتی شعاعیں "Cosmic Radiati" کہتے ہیں۔ بچاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ یہ کائناتی شعاعیں فضائے قائمہ کی سب سے زیادہ عجیب اور پراسرار شے ہے۔ اِن شعاعوں کا منبع فضائے قائمہ کے انتہائی بالائی حصّہ میں ہے۔ اِن کی گھس جانے کی قوت اسقدر ہے کہ وہ نہ صرف سطح زمین تک آتی ہیں بلکہ اس کے اندر اور سمندر کی گہرائیوں تک بھی پہنچ جاتی ہیں۔ سطح زمین پر اُن کی راہ کو روکنے کیلئے ٹھوس سیسے کی ۳۲ فٹ موٹی چادر کی ضرورت ہوگی۔ وہ مسلسل ہمارے جسم میں سے گذر رہی ہیں۔ اگر وہ اپنی پوری حدت کے ساتھ زمین پر پہنچ جائیں تو یقیناً سب کو مار ڈالینگی۔ خوش قسمتی سے وہ بالا ہوائی تہوں میں سے گذر کر آتی ہیں۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ اس آسمانی چھت کے وجود سے جس کو ہم فضائے قائمہ کہتے ہیں نصف صدی پہلے کا انسان بالکل ناواقف تھا۔۔۔۔۔۔ یہ مبالغہ نہیں کہ سائنس کے نزدیک فضائے قائمہ کی دریافت نئی دنیا یعنی امریکہ کی دریافت سے زیادہ اہم ہے۔ کولمبس نے نئی دنیا کا راستہ کھولا لیکن فضائے قائمہ کے ماہرین ہمارے لئے ایک نئی کائنات کا راستہ کھول رہے ہیں۔

اب آپ غور کریں کہ قرآن کریم میں کتنے بیّن الفاظ میں ذکر ہے کہ آسمان کو ہم نے محفوظ چھت بنایا۔ یعنی آسمان کے ذریعہ ایک محفوظ چھت کی طرح دنیا کی حفاظت ہو رہی ہے۔ آج مسلسل تحقیقات کے بعد فضاء کے متعلق قدیم خیالات اور نظریئے غلط ثابت ہوئے اور پتہ چلا کہ خلاء ایک بے معنی لفظ ہے۔ یہ فضائے بسیط بھی عجیب در عجیب چیزوں سے پُر ہے۔ لیکن قرآن کریم نے آج سے ساڑھے تیرہ صد سال پیشتر بتادیا۔ کہ فضائے بسیط جو تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہے جس کو دوسرے لفظوں میں آسمان کہتے ہیں۔ یہ بعض پول نہیں نری خلاء نہیں بلکہ انہی بلندیوں میں دنیا کی حفاظت کے گوناں گوں اور عجیب در عجیب سامان رکھ دیئے گئے ہیں۔ ابھی تو ایک خطہ کا علم ہوا ہے۔ آگے چل کر کتنی اور آسمانی فضاؤں اور خطوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ جن کے ذریعہ دنیا کی حفاظت ہو رہی ہے۔ اور خبر نہیں کتنی فضائیں ہیں جہاں تک انسان کی رسائی ممکن نہیں۔ اور اُن میں کیا کیا حفاظت اور بقاء کے سامان رکھے ہوئے ہیں۔

بہرکیف یہ ایک زبردست انکشاف ہے۔ جو قرآن کریم نے پیش کیا۔ کہ ہمارے سروں پر جو بلندیاں ہیں۔ اُن میں بھی دنیا کی حفاظت اور بچاؤ کے بیش بہا سامان موجود ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم میں زمین کا ذکر

آج علم ہیئت بڑی تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ابتداء میں سورج کا کُرّہ جو زور سے گھوم رہا تھا اس میں سے کسی بڑے جرم سماوی کے اثر کے ماتحت مختلف ٹکڑے چنگاریوں کی طرح الگ ہو ہو کر زور سے فضا میں پھینکے گئے۔ پھر سورج کی کشش سے اس کے گرد گھومنے لگے۔ انہی میں سے ایک ہماری زمین بھی ہے۔ جو پہلے پہل انگارے کی طرح دہک رہی تھی بعد میں سرد ہو کر رفتہ رفتہ کئی مراحل میں سے گذر کر قابل رہائش بنی۔ اب قرآن کریم میں زمین کا ذکر ملاحظہ ہو۔ آفتاب کے ذریعہ کائناتِ عالم کو روشنی عطا کرنے کے ذکر کے بعد فرمایا۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا اور زمین کو اس کے بعد پھینکا یعنی آفتاب سے زمین الگ کر دی گئی۔ دحٰی کے معنے ازالها عن مقرّها کسی چیز کو اُس کے جائے قرار سے ہٹا دینا۔ یا یہ کہ الگ کر کے ایک پتھر کی طرح پھینک دینا پس اسی طرح زمین سورج سے الگ کر کے فضا میں پھینک دی گئی۔

زمین کی ابتدائی حالت

چونکہ زمین سورج سے الگ ہوئی۔ اس لئے اس کی ابتدائی حالت کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناری تھی۔ چنانچہ ایک جگہ صلصالٍ کالفخّار کے الفاظ میں زمین کی ابتدائی حالت کی طرف بھی اشارہ کیا۔ فخّار ایسی مٹی کو کہتے ہیں جو آگ میں پکائی گئی ہو (طُبِخَ فِی النَّارِ فَھُوَ الْفَخَّار) گویا زمین کی موجودہ سطح آگ میں پک کر تیار ہوئی ہے۔ علمِ جیالوجی سے ثابت ہے کہ زمین میں مٹی کا چھلکا بعد میں بنا پہلے دنیا ایک گرم آگ کا کُرّہ تھی۔ چنانچہ زمین کی نچلی سطح اب تک سخت گرم ہے۔ ماہرانِ طبقات الارض نے یہ دریافت کر لیا ہے۔ کہ زمین کے اندر ہر دو سو فٹ کی گہرائی پر ایک درجہ حرارت کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تین ہزار تین سو فٹ پر حرارت ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ زمینی بطن کی یہ گرمی اس کی ابتدائی ناری حالت پر بیّن دلیل ہے۔

زمین کی گردش

زمین ساکن ہے یا متحرک۔ زمین کو ساکن بتلانے والا مشہور فلاسفر بطلیموس تھا۔ اور زمین کو متحرک ثابت کرنے والا یورپ والوں کے نزدیک کوپرنکس ہے۔ اب دیکھیں قرآن مجید کیا کہتا ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُور جانے کی ضرورت نہیں قرآن کریم کا یہ ایک اعجاز کہ وہ جس چیز کے لئے کوئی لفظ یا نام اختیار کرتا ہے تو اس لفظ یا نام میں ہی اس چیز کی حقیقت یا کیفیت کی طرف اشارہ موجود ہوتا ہے۔ اب دیکھ لیجئے ارض کے مصدری معنی الدّوار آئے ہیں۔ یعنی چکر کھانا۔ پس اوّل تو یہ کہ ارض کا لفظ ہی ظاہر کر رہا ہے۔ کہ زمین متحرک ہے۔ دوم قرآن مجید میں زمین کی گردش کا واضح الفاظ میں ذکر موجود ہے چنانچہ فرمایا۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ (ملک رکوع ۱) اس آیت میں زمین کے لئے ذلول کا لفظ آیا ہے جس کے معنی نرمی اور صفائی سے چلنے کے ہیں۔ اسی لئے وہ گھوڑا جو اتنی نرمی اور صفائی سے چلے کہ سوار کو اس کا چلنا گویا محسوس نہ ہو "فرس ذلول" کہتے ہیں ان معنوں کے اعتبار سے آیت کا مفہوم یہ ہوا۔ اے لوگو! وہ خدا تعالیٰ ہی ہے جس نے زمین کو بہت ہی نرمی اور صفائی سے حرکت کرنے والی بنایا ہے کہ تمہیں اس کی گردش محسوس تک نہیں ہوتی۔ سوتم بیشک اس کے اطراف میں چلو اور اس کے رزق سے کھاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین باتیں بیان کی ہیں۔ پہلی یہ کہ زمین ساکن نہیں بلکہ گردش کر رہی ہے۔ دوسری بات یہ کہ زمین کے اطراف میں چلو پھرو اور مل کر دیکھ لو۔ اس کی گردش ایسی نہیں کہ نقصان دہ ہو۔ زمین سورج کے گرد اپنے مدار میں ۱۸ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے حرکت کر رہی ہے۔ اور اپنے محور پر فی منٹ ۱۷ میل سے کچھ زائد کی رفتار سے چکر کاٹتی ہے۔ اب دیکھ لو کہ باوجود اتنی تیز گھومنے کے فرش کی طرح ہمارے نیچے بچھی ہوئی ہے۔ اور محسوس تک نہیں ہوتا کہ جس کے کندھوں پر ہم سوار ہیں وہ اتنی تیزی سے گھوم رہی ہے۔ اس کے "مناکب" میں ہم دوڑتے پھرتے ہیں۔ وہ ہماری کسی حرکت و سکون میں حارج نہیں ہوتی۔ پس کیا ہی قادر ہے وہ ذات جس نے ایک متحرک کرّہ کو اس طرح مسخر کیا کہ اُسے باوجود تیز حرکت کے ہمارے لئے قرار گاہ اور جائے سکونت بنا رکھا ہے۔

یہ دو باتیں تو زمین کی حرکت اور حرکت کی نوعیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ تیسری بات یہ بتائی کہ زمین کی حرکت کا فائدہ یہ ہے کہ وہ تمہارے لئے رزق کا باعث ہے۔ یعنی اس حرکت کی علّت غائی تمہیں رزق دینا ہے۔ سوتم اس کے رزق سے کھاؤ۔ زمین کی گردش کیساتھ اس کے رزق کے ذکر میں کتنا لطیف اشارہ کیا۔ کہ زمین کے رزق کا خزانہ اس کی گردش میں چھپا ہوا ہے۔ اب دیکھ لو زمین کی گردش سے رات دن اور موسم بنتے ہیں۔ انہی باتوں سے ہر قسم کے پھل اناج پیدا ہوتے۔ اور فصلیں پکتی ہیں۔ اگر یہ لوازمات نہ ہوں تو زمین کا رزق آن کی آن میں ختم ہو جائے۔ اب غور کرو۔ زمین کی حرکت کا یہ کتنا عظیم الشان فائدہ ہے جس کی طرف قرآن کریم نے توجہ دلائی۔ غرض اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیت میں تین باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ زمین کی حرکت۔ حرکت کی نوعیت۔ اور اس حرکت کا فائدہ۔ اور اس عمدگی اور خوبصورتی سے ذکر کیا ہے کہ انسان اِن علوم حکمیہ کو دیکھ کر جو ایک اُمّی پر نازل ہوئے۔ انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ اور اس کا سر قرآنی سائینس کے سامنے جُھک جاتا ہے۔

قرآن کریم میں اسجگہ کے علاوہ بھی زمین کی حرکت کا ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ ۱۶/۱۵ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں پہاڑ گاڑ رکھے ہیں۔ تاکہ زمین متحرک ہوتے ہوئے تمہیں چکر میں نہ ڈالے۔ یعنی پہاڑوں کے بغیر زمین جھکولے کھا رہی تھی۔ پہاڑوں کی وجہ سے زمین کا توازن قائم ہوا۔ اور وہ نرمی اور صفائی سے حرکت کرنے لگی۔ اس آیت میں زمین کی دو حرکتوں کا ذکر ہے۔ ایک وہ حرکت جو پہاڑ رکھنے سے قبل تھرتھراہٹ کی صورت میں تھی۔ اور ایک وہ حرکت جو پہاڑ رکھنے کے بعد پُرسکون بن گئی۔ دوسری جگہ فرمایا۔ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو رہنے کے لائق بنایا۔ یعنی اس کو قرار بخشا۔

پھر فرمایا:۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کِفَاتًا اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا ۲۶/۲۵ کفات تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ اور کَفْت سخت چلانے کو بھی کہتے ہیں۔ اَب معنی یہ ہونگے کہ کیا ہم نے زمین کو ایسا نہیں بنایا کہ وہ احیاء و اموات کو ساتھ لئے تیز چلتی رہتی ہے۔

زمین کی کشش ثقل

اِس آیت میں زمین کی کشش ثقل کا بھی ذکر ہے کیونکہ کَفْت کِفَاتًا کے دوسرے معنی اپنے ساتھ ملائے رکھنے کے بھی ہیں۔ یعنی زمین کو ایسا بنایا کہ تمام چیزیں اُسی کی طرف کھچی رہتی ہیں۔ اور اُس کے ساتھ لگی رہتی ہیں۔ خواہ وہ زندہ ہوں جیسے انسان حیوان وغیرہ اور مُردہ ہوں جیسے جمادات وغیرہ۔ اَب دیکھئے اِن معنوں میں زمین کی کشش ثقل کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی زمین میں ایسی قوت پائی جاتی ہے۔ جو ہر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ قرآن کریم کا یہ کمال ہے کہ ایک لفظ بول کر اس کے کئی کئی مطالب کی طرف توجہ دلا دیتا ہے۔

علاوہ اِس کے مندرجہ ذیل آیت میں بھی زمین کی گردش کا ذکر واضح الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانی اجرام اور زمین کو روکتا ہے کہ وہ اپنے رستہ سے ہٹ نہ جائیں۔ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ ۳۵/۴۱ اگر وہ ہٹ جائیں تو اس کے بعد انہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ تزول..... زال کے معنی ہیں کہ ایک چیز ایک طرف کو مائل ہوتی ہوئی اپنے رستہ سے ہٹ گئی۔ زمین کا اپنے مقررہ رستہ سے اِدھر اُدھر نہ ہونیکا ذکر صاف بتاتا ہے۔ کہ زمین بھی حرکت کرتی ہے۔ اور اس کا ایک رستہ مقرر ہے۔ اور یہی حال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے اجرام فلکی کا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا۔ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ کہ ہر ایک کُرہ اپنے اپنے دائرہ میں گردش کر رہا ہے۔ یہ آیت نص صریح ہے کہ زمین تو کیا کائناتِ عالم کا کوئی بھی کُرہ ساکن نہیں سب اپنے اپنے دائرہ میں حرکت کر رہے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

زمین کی گردش کے متعلق ایک بات کہنی ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ یورپ والوں کا خیال ہے کہ ۱۵۴۳ء میں "کوپرنیکس" نے سب سے پہلے یہ معلوم کیا کہ سورج ساکن ہے اور زمین گردش کر رہی ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔ اوّل تو قرآن کریم نے گردشِ زمین کا ذکر کیا اور پھر عربوں نے اسلامی فلسفے کے ماتحت اہل یونان کے سکونیاتی تصوّر کے خلاف بغاوت کی اور کائنات کا حرکتی تصوّر پیش کیا۔ چنانچہ بارھویں صدی کے آغاز میں "البیرونی" نے اپنی کتاب "قانونِ مسعودی ۴۲۱ھ" میں لکھا ہے۔ کہ اس زمانہ کے ایک عرب ہیئت دان نے معلوم کیا تھا کہ زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے اور ایک دلیل کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ اگر کسی پتھر کو اوپر سے گرایا جائے تو وہ سیدھی عمودی سمت میں نہیں گرتا بلکہ کسی قدر مشرق کی طرف ہٹ کر گرتا ہے۔ یہ زمین کی حرکت کا پہلا تجربہ تھا۔ اسیطرح "کارل ادفوس" ایک امریکی محقق نے لکھا ہے کہ مشہور عرب ریاضی دان اور حکیم علامہ نصیر الدین محقق طوسی نے بطلیموسی نظامِ کائنات کی تنقید کی تھی۔ اور اس خیال کو غلط ثابت کیا کہ زمین مرکز پر ساکن ہے۔

(رسالہ پاپولر اسٹرانومی مئی ۱۹۳۹ء)

زمین کی شکل و صورت

زمین گول ہے یا چپٹی۔ قرآن کریم سے اشارہ ملتا ہے۔ کہ زمین دوسرے کُروں کی طرح گول ہے۔ چنانچہ فرمایا: رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ (سورۂ رحمٰن ع ۱) اس آیت میں کُرہ زمین کے دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ذکر ہے۔ ایک مشرق اور ایک مغرب تو سبھی جانتے ہیں۔ یہ دو مشرق اور دو مغرب کا کیا معمہ ہوا۔ بس سمجھ لیجیئے کہ یہی معمہ زمین کے گول ہونے پر ایک زبردست دلیل ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ چونکہ زمین گول ہے اس لئے اس کے کُرہ مشرقی کا جو مشرق ہے وہ کُرہ مغربی کا مغرب ہے۔ اور جو کُرہ مشرقی کا مغرب ہے وہ کُرہ مغربی کا مشرق ہے۔ پس اسطرح دو مشرق اور دو مغرب ہو گئے۔ اس میں صاف اشارہ ہے کہ زمین گول ہے۔ کیونکہ دو مشرق اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو مغرب اسی صورت میں ہو سکتے ہیں جب زمین گول ہو جسکی وجہ سے جب ایک کرّہ پر سورج چڑھیگا۔ تو دوسرے پر غروب ہوگا۔ اور جب ایک پر غروب ہوگا تو دوسرے پر طلوع ہوگا۔ یوں سمجھ لیجئے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ سورج غروب ہؤا، امریکہ والے کہتے ہیں کہ سورج طلوع ہؤا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ سورج طلوع ہؤا، امریکہ والے اُسی وقت کہہ رہے ہوتے ہیں کہ سورج غروب ہو گیا۔ اِسی طرح دو مشرق اور دو مغرب بن جاتے ہیں۔ اور یہ تبھی ممکن ہے کہ زمین کو چپٹی نہ سمجھا جائے۔ بلکہ گول قرار دیا جائے جس کی وجہ سے اس کے دو کُرّے بن گئے۔ ایک مشرقی اور ایک مغربی۔

قرآن کریم میں نئی دُنیا کا تخیل

رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ میں ایک نئی دنیا کا بھی پتہ دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کے وقت تو لوگ مشرقی کُرّے سے ہی شناسا تھے جس میں ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ آسٹریلیا شامل ہیں۔ اور مغربی کُرّے سے ناآشنا تھے جس میں شمالی اور جنوبی امریکہ شامل ہیں۔ اوپر کی تشریح سے ظاہر ہے کہ دو مشرق اور دو مغرب تبھی ثابت ہو سکتے ہیں جب دنیا کو گول مانتے ہوئے اسکے دونوں کُرّوں کو تسلیم کیا جائے یعنی مشرقی کُرّہ اور مغربی کُرّہ۔ پس دو مشرق اور دو مغرب کے بیان میں یہ اشارہ ہے کہ یہ مشرقی کُرّہ دراصل دنیا کا نصف کُرّہ ہے، نصف کُرّہ اور بھی ہے جو کہ مغربی کُرّہ ہے۔ اور یہ خدا کی شان ہے کہ سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی ایک نئی دنیا کے وجود کے امکان کا پتہ دیا۔ الخوارزمی نے اس زمانہ میں جب کہ امریکہ کا خیال تک بھی کسی کو نہ تھا ایک نظریہ ایجاد کیا جسے یورپ میں نظریہ "Arim" کہتے ہیں جس کی رُو سے اس نے ایک نئی دنیا کا نظریہ پیش کیا۔ مشہور فلاسفر بیکن نے اسی نظریہ سے استفادہ کیا۔ اور نئی دنیا کا خیال زور پکڑتا گیا۔ اور نیز یہ بات ثابت ہے کہ کولمبس کسی مسلمان کا شاگرد تھا۔ اور وہ مسلمان حضرت محی الدین ابن عربیؒ کے مرید تھے جنہوں نے اپنے بعض رویاء و کشوف کی بنا پر اپنی کتابوں میں یہ لکھا تھا کہ سپین کے سمندر کے دوسری طرف ایک بہت بڑا ملک ہے۔ اور چونکہ مسلمانوں میں زمین کے گول ہونیکا خیال جڑھ پکڑ رہا تھا۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ کے مرید خیال کرتے تھے کہ غالباً ہندوستان ہی کی طرف آپ کے کشف میں اشارہ ہے۔ کولمبس نے اِن روایات کو سُنا اور اُس کے دل میں جوش پیدا ہؤا۔ کہ وہ اِس سمندر کی طرف سے ہندوستان پہنچے۔ چنانچہ ہندوستان کی تلاش میں وہ امریکہ جا پہنچا۔) (انقلاب حقیقی ص۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح مثنوی مولینا روم سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں میں نئی دنیا کا تخیل موجود تھا۔ چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

آفتابا ترکِ ایں گلشن کنی   تاکہ تحت الارض را روشن کنی

ترجمہ:۔ اے آفتاب تجھے اِس گلشنِ عالم کو چھوڑنا پڑتا ہے تاکہ زمین کے نیچے کے حصہ کو روشن کرے۔ یعنی آفتاب کو دوسری دنیا کو روشن کرنے کے لئے جو زمین کی دوسری سمت میں ہے اِس مطلع کو چھوڑ کر دوسری طرف طلوع کرنا پڑتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مولانا کے نزدیک زمین کی تدویر اور اسکی دوسری سمت اور اس کے تمام حصص کا روزانہ آفتاب کی روشنی سے بتدریج منوّر ہونا مسلّم تھا۔ (بحر العلوم شرح مثنوی مولانا روم)

زمین کا توازن

سائنس کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوّل اوّل زمین کی حالت مضطربانہ تھی۔ اس میں ایک سخت اضطراب اور ہیجان رہتا تھا۔ اور ہر وقت زلزلہ کی حالت بنی رہتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ابتداء میں جب زمین گرم لاوے اور جلتے بلتے رقیق سیّال سے کچھ ٹھنڈی ہوئی تو اس کی اوپر کی سطح جم کر ٹھوس ہوتی گئی۔ مگر وہ زمین کے حجم کے مقابلہ میں نسبتاً بہت پتلی تھی۔ اس لئے وہ اندر کے رقیق مادہ پر اسطرح ہلتی تھی جس طرح پانی پر کشتی ہلتی ہے۔ اور متواتر زلازل آتے رہتے تھے۔ اِس حرکت کی وجہ سے زمین ناقابل رہائش تھی پھر اس رقیق مادہ کی امواج کی وجہ سے بڑے بڑے پہاڑ معرضِ وجود میں آئے۔ اور وہ بوجھ بن گئے جن کی وجہ سے زمین کا اضطراب بند ہوگیا۔ اور وہ رہائش کے قابل ہوگئی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ (16/15) اُس نے زمین میں بہت سے محکم پہاڑ گاڑ رکھے ہیں۔ تاکہ وہ تمہیں متحرک ہوتے ہوئے چکر میں نہ ڈالے۔ یعنی نرمی اور صفائی سے چلے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا۔ کیا ہم نے زمین کو (اسکی مضطربانہ حالت کے بعد) تمہارے رہنے چلنے اور پھرنے کیلئے فرش قرارگاہ یا گہوارہ نہیں بنایا۔ اور پہاڑوں کو میخیں۔ جو کام میخ کا ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کو گاڑ کر اُسے اپنی جگہ پر قائم کر دیا جائے۔ وہ کام پہاڑوں نے زمین کو دیا۔ جھکولے کھانے والی زمین میں اس کی تسکین کے لئے میخوں کی طرح پہاڑ گاڑ دیئے اور زمین کی تھرتھراہٹ بند ہوگئی جیسے کشتی میں پتھر ڈال دینے کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ اِدھر اُدھر ڈگمگاتی نہیں اور ایک خاص انداز پر چلتی ہے۔ اسی طرح زمین میں پہاڑوں کے ڈالنے سے اُسکا ڈگمگانا بند ہوگیا اور وہ نرمی اور صفائی سے چلنے لگی۔ حدیث میں آیا ہے لمّا خلق اللہ الارض جعلت تمید فارسٰھا بالجبال یعنی جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو اس میں سخت اضطراب تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ قائم کئے۔ گویا پہاڑوں سے اضطراب ارضی رُک گیا۔

زمین کا اپنے اطراف سے کم ہونا

یہ زبردست علمی انکشاف قرآن کریم نے اِن الفاظ میں پیش کیا۔ اِنَّا نَأْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۱۳/۴۲ ہم زمین کو اس کے اطراف سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ چنانچہ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ہماری زمین جب سورج سے الگ ہوئی تو رفتہ رفتہ کئی لاکھ سال میں اس کا بیرونی حصہ ٹھنڈا ہو کر ٹھوس ہوگیا۔ اس بیرونی حصہ کو زمین کا پوست کہتے ہیں جس کی موٹائی اوسطاً ۴۰ سے ۵۰ میل ہے۔ اس کے نیچے کا مادہ پوستِ زمین سے زیادہ بھاری ہے۔ اور نہایت گرم ہے۔ مگر یہ اندرونی حصہ متواتر ٹھنڈا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جوں جوں یہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ توں توں یہ سکڑتا ہے کیونکہ چیزیں گرمی سے پھیلتی ہیں اور سردی سے سکڑتی ہیں۔ اسی طرح زمین اپنے اندرونی اطراف سے دن بدن سکڑ رہی ہے۔

چاند اور سُورج کے متعلق قرآنی فلاسفی

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج اپنی ذات میں روشن ہے۔ اور چاند سورج سے روشنی لیتا ہے چنانچہ فرمایا:۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۱۰/۶ خدا ہی ہے جس نے سورج کو ضیاء بنایا۔ اور چاند کو نور۔ اور ایک اندازہ کے مطابق اس کی منزلیں بنائی ہیں۔ تاکہ تمہیں سالوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو۔ اِس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے حق و حکمت کیساتھ پیدا کیا ہے۔ وہ اِن آیات کو علم والے لوگوں کیلئے تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ ضیاء کے معنی ہیں اپنی ذات میں جلنے والی اور روشن چیز۔ اور نور اُسے کہتے ہیں۔ جو دوسرے کے اثر کے ماتحت روشن ہو۔ گویا اِن آیات میں یہ بتایا کہ سورج اپنی ذات میں روشن ہے اور چاند سورج سے اکتساب نور کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح فرمایا:- وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (۹۱: ۲-۱)۔ گواہ ہے سورج اور اُسکی روشنی۔ اور گواہ ہے چاند جب وہ اُسکی پیروی کرتا ہے۔ اور اُس سے روشنی لیتا ہے۔ پھر فرمایا:- جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ چاند کو اس نے نور اور سورج کو اُس نے سراج بنایا یعنی از خود روشن۔

سورج مرکزِ توانائی اور منبع حرارت ہے

فرمایا۔ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (سورۃ نبا) ہم نے سورج کو روشنی اور گرمی کا منبع بنایا۔ سراج اُس دیئے کو کہتے ہیں جس میں بتی روشن ہو۔ پس سراج کا لفظ استعمال کر کے بتایا کہ سورج کے اندر ذاتی روشنی ہے۔ دوسرا لفظ آیت میں سورج کیلئے وَهَّاجًا آیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں شدید الوہج بہت تیز روشنی والا۔ اس کا مادہ وَهَجَ ہے جسکے معنی ہیں زور سے آگ کا بھڑکنا۔ گویا سورج میں ہر آن ایک شدید آگ بھڑک رہی ہے اور یہی سورج کی توانائی اور مستقل حرارت کا ذریعہ ہے۔ موجودہ تحقیق سے بھی یہی ثابت ہے کہ سورج میں ریڈیم کے اجزاء کی وجہ سے ہر وقت ایک آگ بھڑک رہی ہے اور اسی وجہ سے وہ روشن ہے اُسکو بیرونی ایندھن کی ضرورت نہیں بلکہ بقول شخصے ؎ اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
سورج اپنی آگ آپ پیدا کرتا ہے۔ ایسی آگ جو شعلہ جوالہ کی طرح ہر وقت روشن رہتی ہے۔

سورج کا مُستَقَر

ماہر فلکیات "ہرشل" نے اپنے مدت العمر کے تجارب کے بعد یہ نظریہ قائم کیا۔ کہ سورج کے گرد گھومنے والے سیاروں کے لحاظ سے تو سورج ساکن ہے لیکن سورج معہ اپنے تمام اجرام کے ایک اور ستارے کی طرف دوڑ رہا ہے جو اس کا مُستَقَر ہے۔ اس ستارے کا نام "ویگا" ہے۔ ہرشل سے ساڑھے تیرہ صد سال پیشتر قرآن کریم نے اِس راز کا انکشاف کیا اور فرمایا:- وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (۳۶: ۳۸) اور سورج اپنے مُستَقَر کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اُس خدا کا جو زبردست علم والا ہے۔ دوسری جگہ چاند اور سورج کے متعلق اکٹھا فرمایا۔ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى (الرعد ع) کہ اِن میں سے ہر ایک (اپنے اپنے دائرہ میں) چل رہا ہے۔ لیکن ایک وقت مقررہ تک کے لئے۔

چاند کی منازل

قرآن کریم نے چاند کو قمر کہا ہے۔ اس نام میں ہی اِس کی حقیقت بیان کر دی ہے۔ قَمَرَ قَمْرًا کے معنی ہیں جُوا کھیلنا اور قامر جُوا کھیلنے والے کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ کھیل میں دوسرے کا مال کبھی لیتا اور کبھی واپس دیتا ہے۔ پس کسی سے کوئی چیز لینا۔ پھر واپس دینا پھر لینا یہ قمر کے مفہوم میں داخل ہے۔ پس چاند کے لئے لفظ قمر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآنِ مجید اور علومِ سائنس

(از جناب شیخ عبد القادر صاحب اکونٹنٹ ملٹری لاہور)

خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں تطابق

علومِ سائنس کا تعلّق عالمِ ظاہر سے ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے فعل سے - اور قرآن کریم اللہ تعالےٰ کا قول ہے، یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں کوئی اختلاف یا تصادم ہو۔ یہ کون نہیں جانتا کہ سچائی میں قول اور فعل ٹکرایا نہیں کرتے۔ بلکہ فعل ہمیشہ قول کا مؤید ہُوا کرتا ہے۔ صادق کا عمل اُس کے قول کے مطابق ہوتا ہے، نہ کہ مخالف۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے قول اور فعل میں نہ صرف کوئی مقابلہ یا اختلاف نہیں بلکہ اُن کا آپس میں گہرا جوڑ، مضبوط رابطہ اور غیر مستحکم رشتہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام قرآن کریم کی شان اسی اصول سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"جاننا چاہیئے کہ کھُلا کھُلا اعجاز قرآن شریف کا .... وہ غیر محدود معارف وحقائق و علومِ حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اُس زمانہ کی حاجت کے موافق کھُلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کیلئے مسلّح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامّہ نہ ٹھیر سکتا تھا......... اے بندگان خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا التزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ کوئی شخص کوئی ایسی الٰہی صداقت نہیں نکال سکتا۔ جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اور جسطرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے، بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں، یہی حال ان صحفِ مطہّرہ کا ہے۔ تا خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔"

(ازالہ اوہام صہ ۳۰۵ تا ۳۱۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھ کر یہ ظاہر کردیا کہ وہ سورج کی روشنی لیتا ہے پھر آہستہ آہستہ اُسے واپس دیکر اس روشنی سے خالی ہو جاتا ہے۔ چاند کی ذاتی روشنی کوئی نہیں۔ وہ زمین کی طرح بے نور ہے۔ اس میں سورج کی روشنی آتی ہے جس سے وہ روشن ہوتا ہے۔ اور چاند پورا نظر آنے کے بعد پھر جو کم ہوتا ہُوا معلوم دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ چاند اپنے محور پر گھومنے کے علاوہ زمین کے اردگرد گردش کرتا ہے۔ اور یہ گردش ایک ماہ میں تکمیل کو پہنچتی ہے۔ گردش کرتے وقت اس کا جتنا جتنا حصّہ سورج کے سامنے سے زمین کے حائل ہونے کے باعث اوجھل ہوتا جاتا ہے اتنا اتنا حصّہ سورج کی روشنی سے خالی ہو جانیکے باعث نظر نہیں آتا۔ اس اصل کے ماتحت چاند گھٹتا بڑھتا ہے۔ اب قرآن مجید میں چاند کے نظام کا ذکر ملاحظہ ہو۔ (آ) وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (سورۃ الشمس) (ب) وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ...... كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۳۶ / ۳۹، ۴۰۔ فرمایا یہ یقینی اور پکی بات ہے۔ (سورج اسپر گواہ ہے) کہ اس کی روشنی ذاتی ہے۔ اور چاند اسپر گواہ ہے۔ کہ اس کی روشنی اپنی نہیں وہ سب کی سب روشنی سورج سے لیتا ہے۔ اور چاند کی گردش کیلئے ہم نے کئی منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ (جن میں گردش کرتا کرتا آخیر منزل میں) اس کی حالت کھجور کی خشک پُرانی شاخ کی طرح ہو جاتی ہے۔ یعنی اپنی گردش کے باعث چاند ایسے مقامات یا منازل میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں وہ سورج سے زیادہ تر اوجھل ہونیکے باعث اس سے کامل رنگ میں اکتساب نور نہیں کر سکتا۔ پھر چاند کی منازل گردش کے ذکر کے بعد جو زمین کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ وارد ہُوا۔ اس میں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ چاند علاوہ زمین کے اپنے محور پر بھی گھومتا ہے۔

غور کرو کتنی موزوں ترتیب ہے۔ پہلے چاند کی اُن منازل کا ذکر کیا جو زمین کی گردش کیساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ وہ اپنے مخصوص دائرہ میں بھی باقی اجرام فلکی کی طرح گردش کر رہا ہے یہ کتنا بدیہی اور روشن فلسفہ ہے۔ جو چاند اور سورج کے تعلق کی نسبت قرآن کریم نے پیش کیا۔ آج علم ہیئت والے یہی کہتے ہیں۔ کہ چاند اپنے محور پر گھومنے کے علاوہ زمین کے اردگرد بھی چکّر لگاتا ہے اور زمین کے اردگرد چکّر لگاتا ہُوا ان منازل یا مقامات پر پہنچ جاتا ہے جہاں چاند بوجہ زمین کے حائل ہو جانے کے سورج سے اوجھل ہوتا جاتا ہے۔ اور سورج کی روشنی اس کے پورے کُرّے تک نہیں پہنچتی۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آہستہ آہستہ چاند کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت بابا نانک کا پیغام غیر مبایعین احباب کے نام

(از جناب گیانی عباد اللہ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے الہام الٰہی کے ماتحت مختلف رنگوں میں پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں وہاں پنجاب کے ایک مشہور و معروف بزرگ حضرت بابا نانک صاحب نے بھی اپنے رب سے خبر پاکر اپنے مقدس کلام میں اس کی آمد و مذہب اور کاموں کے متعلق بیّن الفاظ میں اطلاع دی ہے۔

جب ہم حضرت بابا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پنجابی زبان کی ان سیدھی سادی اور صاف صاف پیشگوئیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو عین یقین کامل ہو جاتا ہے کہ حضرت باباجی بھی خداوند کریم کے الٰہی برگزیدہ بندوں میں سے تھے جن کو اس نے اپنے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف بخشا اور الہام اور وحی سے سرفراز کیا[1]۔

حضرت باباجی نے جہاں آنیوالے نہہ کلنک۔ مہدی اور مسیح[2] کا مقام نزول "پرگنہ بٹالہ"[3] بتا کر "جامہ اسکا مسلمان کا ہوگا"[4] کی خوشخبری لوگوں کو سنائی۔ اور کتابیں تصنیف فرماکر اصلاح کرنے والا بتایا[5]۔ وہاں اس مامور من اللہ کی جماعت کے اس تاریخی اختلاف کا ذکر بھی پیشگوئی کے طور پر

ل۱ حضرت بابا نانک صاحب نے اپنے ملہم ہونے کا دعویٰ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے :-

"ਜੈਸੀ ਮੈ ਆਵੈ ਖਸਮ ਕੀ ਬਾਣੀ ਤੈਸੜਾ ਕਰੀ ਗਿਆਨੁ ਵੇ ਲਾਲੋ"
جیسی میں آوے خصم کی بانی تیسڑا کریں گیان وے لالو

یعنی اے لالو! جسطرح رب کا کلام میرے پر نازل ہو رہا ہے۔ اس کو اسی طرح سمجھنا

ل۲ لاہور کے ایک ہندو اخبار میں کرشن کے ہونے والے اوتار کو نہکلنک۔ مہدی اور مسیح تسلیم کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:-

نہہ کلنک، اوتار آ۔ آ۔ اے امام دو جہاں منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے کب تیرا ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی، تو نصاریٰ کا مسیح تو شہ سکا پیستا تو شہنشاہ طیور

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ آنیوالا اوتار ایک ہی ہوگا۔ اور وہی ہندو صاحبان کیلئے نہہ کلنک اور عیسائی دوستوں کیلئے مسیح اور مسلمان بھائیوں کے لئے مہدی ہوگا۔

ل۳ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۵۱ ل۴ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۵۲۷ ل۵ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۵۲۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر دیا جو آج ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان رونما ہے جو کسی وقت خاندان نبوت یعنی اہلبیت سے وہی عقیدت رکھتے تھے جو آج ہمارے دلوں میں موجزن ہے۔ اور مرکز احمدیت قادیان سے انکو وہی محبت تھی جس کا اظہار ہم ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ نیز جنکا عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضور کی نبوت کے متعلق وہی تھا جو آج اُن کو عداوت محمود ایدہ اللہ میں مبتلا ہو کر غلو اور گمراہی نظر آ رہا ہے۔

حضرت بابا نانکؒ صاحب نے اس پیشگوئی میں یہ بھی بیان فرما دیا ہے کہ اختلاف کرنے والے آخر میں دشمنی کا رنگ اختیار کر لیں گے۔ یعنی اُن کا پیغام صلح پیغام جنگ میں تبدیل ہو جائے گا۔

بابا جی فرماتے ہیں:۔

ایسا پاسا ڈھالسی دور دیوان ابھگ نوتن جامہ پہن کے بھئے الکھ الگ اک کچے اک پکیاں گورمکھ بھئے نہال توُس بسیٔ نانکا جو توڑے آپ دیال تس کا پرمارتھ دور دیوان ابھگ کہے ایسا پاسا ڈھالیگا دنیا تے دور رہیگا دیوان جو ہے سو ابھگ لگیگا توٹنے کا کدے ناہی آز اک کچے اک پکیاں سو کی ہے پکے تاں گورموکھ ہین جو توٹنے کے ناہی گورمکھ کہنگے جو ایہہ پورن پورکھ	ਐਸਾ ਪਾਸਾ ਢਾਲਸੀ ਦੂਰ ਦੀਬਾਨ ਅਭੁਗ ਨਤਨ ਜਾਮਾ ਪਹਿਨ ਕੇ ਭੁਏ ਅਲਖ ਅਲਗ ਇਕ ਕਚੇ ਇਕ ਪਕਿਆਂ ਗੁਰਮੁਖ ਭੁਏ ਨਿਹਾਲ ਤੁਸ ਬਸੀ ਨਾਨਕਾ ਜੋ ਤੋੜੇ ਆਪ ਦਿਆਲ ਤਿਸ ਦਾ ਪ੍ਰਮਾਰਥ:- ਦੂਰ ਦੀਬਾਨ ਅਭੁਗ ਕਹੇ ਐਸਾ ਪਾਸਾ ਢਾਲੇਗਾ ਦੁਨੀਆਂ ਤੇ ਦੂਰ ਰਹੇਗਾ ਦੀਬਾਨ ਜੋ ਹੈ ਸੋ ਅਭੁਗ ਲੱਗੇਗਾ, ਤੁਟਨ ਦਾ ਕਦੇ ਨਾਹੀ ਅਤ ਇਕ ਕਚੇ ਇਕ ਪਕਿਆਂ ਸੋ ਕੀ ਹੈ, ਪੱਕੇ ਤਾਂ ਗੁਰਮੁਖ ਹੈਨ ਜੋ ਤੁਟਨੇ ਦੇ ਨਾਹੀ ਗੁਰਮੁਖ ਕਹਿਣਗੇ ਜੋ ਇਹ ਪੂਰਨ ਪੁਰਖ

ملہ گوشن (لغت) میں دیوان کے مندرجہ ذیل معنے بیان کئے گئے ہیں:۔

حاکم بند دبستیا۔ خزانے والا حاکم
(۲) دفتر دربار

ਹਾਕਮ, ਦੀਵਾਨ ਬਸਤੀਆਂ, ਖਜ਼ਾਨੇ ਵਾਲਾ ਹਾਕਮ।
(੨) ਦਫ਼ਤਰ, ਦਰਬਾਰ।

۵۲ ابھگ کے معنے لغت میں یوں لکھے ہیں:۔

ابھگ:۔ نہ ٹوٹا ہوا۔ جو کدی نہ ٹوٹے

ਅਭੁਗ:- ਨਾ ਟੁੱਟਾ ਹੋਇਆ, ਜੋ ਕਦੇ ਨ ਟੁੱਟੇ

گرنتھ کوشن خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی ص ۶۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ਅਬਿਨਾਸ਼ੀ ਸ੍ਰਿਸ਼ਟ ਦਾ ਕਰਤਾ ਕਰਨੇਹਾਰਾ ਹੈ ਅਗੇ ਜੋ ਕਛੁ ਹੋਵਨਗੇ ਸੋ ਭਰਮਾਇਨਗੇ ਸੋ ਕਹਿਨਗੇ ਜੋ ਏਹ ਰਾਜਾ ਹੈ, ਅਗੇ ਗੁਰਮੁਖ ਸਿਖ ਜੋ ਗੁਰੂ ਦੇ ਪਿਆਰੇ ਹਨ ਉਨ ਕਉ ਭੀ ਨਿੰਦਨਗੇ ਤਿਨਾਂ ਨੂੰ ਸਤਿਗੁਰੂ ਆਪ ਤੋੜ ਸੁਟੇਗਾ ਤੂੰ ਸੁਣ ਸੇਈ ਨਾਨਕਾ ਜੋ ਤੋੜੇ ਆਪ ਦਿਆਲ॥ { ਜਨਮਸਾਖੀ: 428 ਭਾ: ਬਾਲਾ	ابناشی سرشٹ کا کرتا کرنے ہارا ہے اَڑجو کچھ ہونگے سو بھرمائنگے سو کہنگے جو ایہہ راجہ ہے اَڑ گورمکھ سکھ جو گورد کے پیارے ہن ان کو بھی نندنگے تِن کو ستگور دآپ توڑ سٹیگا" تو سُن سیئی نانکا جو توڑے آپ دیال جنم ساکھی بھائی بالا ص ۵۲۸

یعنی حضرت بابا نانک صاحب مسلمانوں میں سے ہونے والے "پورے گورو" کی پیشگوئی :-

ਚਕਨਾਚੂਰ ਕਰੇ ਗੁਰ ਪੂਰਾ ਨਾਨਕ ਲੇਖਨ ਮਿਟਿਆ ਜਾਈ॥ ਮੁਸਲਮਾਨ ਸਿਫਤ ਸ਼ਰੀਅਤ ਸਚੇ ਦੀ ਵਡਿਆਈ॥	چکنا چور کرے گور پورا نانکا لیکھ نہ مٹیا جائی مسلمان صفت شریعت سچّے کی وڈیائی[1] جنم ساکھی بھائی بالا ص ۵۲۶

بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ اِس کے بعد ایک نیا دور شروع ہوگا۔ یعنی اس کے بعد دیوان یعنی دربار خلافت کا دائمی سلسلہ قائم ہوگا۔ جو کبھی بھی منقطع نہ ہوگا[2]۔ اِس کے آگے باباجی فرماتے ہیں۔ کہ جب وہ پورا گورو نوتن جامہ پہن کر (حسن و احسان کے نظیر کے رنگ میں) ظاہر ہوگا۔ تو اسوقت اس کی جماعت میں اختلاف پیدا ہوگا جس کے نتیجہ میں وہ دو حصّوں میں بٹ جائیگی۔ اِس پیشگوئی کی ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے وہ پورا گورو ظاہر ہوگا۔ اس کے بعد نظامِ خلافت کا سلسلہ قائم ہوگا۔ اور اُس کے بعد اُس کے نظیر کا ظہور ہوگا۔ جس پر "پکّے" اور "کچّے" گروہ کے دو حصّے ہوجائیں گے۔ باباجی نے دونوں گروہوں کے نام ایسے تجویز فرمائے ہیں جو اپنے اندر ایک خاص حقیقت رکھتے ہیں۔ اَب ہم سب سے پہلے اِن الفاظ پر غور کرتے ہیں تا معلوم ہو کہ باباجی کے اِن الفاظ کا مطلب کیا ہے۔ لغت میں "کچے" لفظ کے نیچے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں :-

[1] یعنی وہ پورا گورو دنیا میں پھیلے ہوئے مکر و فریب کو پاش پاش کردیگا۔ اُس کی تحریر مدلل ہوگی۔ اُسکے پیش کردہ دلائل کا توڑنا محال امر ہوگا۔ وہ مسلمان ہوگا۔ شریعت اس کی صفت ہوگی یعنی وہ یقیم الشریعۃ کا حقیقی مصداق ہوگا۔ اور دنیا میں سچے خدا کی بڑائی بیان کریگا۔

[2] حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بھی سلسلۂ خلافت کو دائمی سلسلہ قرار دیا ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ الوصیّت ص۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ਕੱਚੇ।- ਜੋ ਪੱਕੇ ਨਾ ਹੋਣ, ਪ੍ਰਮਾਰਥ ਵਿਚ ਲਗ ਕੇ ਫੇਰੀ ਛੁੱਟ ਜਾਣ ਵਾਲੇ ਝੂਠੇ ਬੇਸਿਦਕੇ।" (ਗ੍ਰੰਥ ਕੋਸ਼ ੩੩੨	کچےّ جو پکےّ نہ ہوں پرمارتھ وچہ لگکے چھیتی ٹوٹ جان والے۔ جھوٹے بے صدقے۔ گرنتھ کوش صفحہ ۳۲۲

یعنی کچےّ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ جو ایک دفعہ صراط مستقیم پر قائم ہو کر پھر کسی وقت اس راستہ کو چھوڑ دیں۔ باباجی کا یہ فرمانا۔ کہ ایک گروہ کچاّ ہوگا۔ اِسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ پہلے کسی وقت صراط مستقیم پر قائم ہوا ہوگا۔ مگر بعد میں اصل راستہ کو چھوڑ جائیگا۔ اِس کے علاوہ کچےّ کے معنے جھوٹے کے بھی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ جھوٹ کی پیروی کر رہے ہونگے اور صدق سے کوسوں دُور جا رہے ہونگے۔

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچے لوگ وہ ہونگے جن کے پاس حق نہیں ہوگا اور وہ اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کرلیں گے یعنی جن عقائد میں ان کو اختلاف ہوگا وہ پہلے انہی عقائد کے پابند رہ چکے ہونگے۔ مگر کسی خاص مصلحت کے ماتحت وہ عقائد چھوڑ دینگے۔ اِس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ایک کشف سے بھی ہوتی ہے جس میں حضورؑ نے مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کو مخاطب کرکے فرمایا ہے:-

"آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔" (تذکرہ صفحہ ۴۰۸)

اِس کشف سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر غیر مبایعین واحباب پر ایک ایسا زمانہ مقدّر تھا جب ان کے نیک ارادوں میں تبدیلی پیدا ہوجائیگی یعنی وہ اس راستہ پر قائم نہ رہینگے جو سیدھا راستہ ہے۔ اور وہ اپنے عقائد کو جنکا اظہار وہ حلفیہ بیانوں میں کیا کرتے تھے چھوڑ جائیں گے۔ اِسی لئے حضرت بابا نانکؒ صاحب نے اپنی پیشگوئی میں ان کا نام "کچے" رکھا جو حقیقت پر مبنی ہے۔ دوسرے گروہ کو باباجی نے "پکے" کے نام سے موسوم کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اختلاف پیدا ہونے پر دوسرا گروہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ جو صراطِ مستقیم پر گامزن ہونگے۔ اور تمام مشکلات اور مصائب کے باوجود اپنا سیدھا راستہ نہیں چھوڑیں گے یعنی وہ ہر قسم کی سختی اور مخالفت برداشت کریں گے مگر اپنے عقائد میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کریں گے۔

"پکے" لفظ کے معنے لغت نے یوں بیان کئے ہیں:-

ਪੱਕਾ।– ਜੋ ਆਪਣੇ ਅਭਿਆਸ ਵਿਚ ਵੀਚਾਰ ਨਾਲ ਕਿਸੇ ਅਸੂਲ ਤੇ ਦ੍ਰਿੜ੍ਹ ਹੋਵੇ,	پکاّ۔ جو اپنے ابھیاس وچہ ویچار نال کسے اصول تے درڑھ ہووے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتے کسے اوچے گن وچہ نپن ہووے (گرنتھ کوش ص ۸۳۳)	ਅਤੇ ਕਿਸੇ ਉਚੇ ਗੁਣ ਵਿਚ ਨਿਪੁੰਨ ਹੋਵੇ।" (ਗ੍ਰੰਥ ਕੋਸ਼ ੮੩੩)

یعنی "پکے" ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو کسی اصول پر غور و فکر کے بعد قائم ہوں اور پھر اس پر استقامت دکھائیں۔ اب ظاہر ہے کہ باباجی کا دوسرے گروہ کو "پکے" کے نام سے موسوم کرنا اپنے اندر یہی مفہوم رکھتا ہے کہ دوسرے گروہ کے لوگ اپنے عقائد پر پختگی سے قائم ہونگے۔ اور دنیا کا بڑے سے بڑا طوفان بھی انکو ایک انچ ادھر اُدھر نہ کرسکیگا۔

اس کے بعد باباجی نے اپنے رنگ میں فریقین کے عقائد کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ "پکے" لوگوں میں یہ تین باتیں بالکل نمایاں ہونگی۔

(۱) اوّل یہ کہ یہ "پورن پورکھ" ہے۔ (۲) دوم یہ کہ یہ "ابناشی" ہے۔

(۳) سوم یہ کہ یہ سرشٹ کا کرتا کرنہارا ہے۔

اب ہم ان تینوں باتوں پر الگ الگ غور کرتے ہیں۔

(۱) پورن پورکھ (ਪੂਰਨ ਪੁਰਖ)

اس کے معنی ہیں:۔ پورن = کامل۔ پورکھ = انسان = کامل انسان۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے الٰہی فرمان کے مطابق دنیا کیلئے بہترین اور کامل نمونہ ہوتے ہیں اس لئے حقیقی معنوں میں کامل انسان کہلانے کے وہی مستحق ہوتے ہیں۔ باباجی کا یہ فرمانا کہ اس "پکے" گروہ کا یہ عقیدہ ہوگا۔ کہ یہ کامل انسان ہے اپنے اندر یہی مفہوم رکھتا ہے۔ اس سے مراد اس پورے گورو کا نبی ہونا ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں کا اسکو نبی ماننا ہے۔ کیونکہ اہل علم جانتے ہیں کہ نبوت ہی دراصل انسانیت کا کمال ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ باباجی نے جو الفاظ بیان کئے ہیں وہی الفاظ سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشہور و معروف تصنیف "حقیقۃ النبوۃ" میں جو محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوۃ کے متعلق پھیلائی جا رہی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے اور حضور علیہ السلام کی نبوت کے ثبوت اور اسکی تشریح میں تصنیف فرمائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرماتے ہیں۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زور سے بلا کسی اور انسان کے سہارے کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس درجہ کو پہنچے جو خدا تعالےٰ نے آپ کو دیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف اپنی ذاتی استعداد کے ساتھ ہی اس رتبہ کو نہیں پہنچے بلکہ آپ کی ذاتی استعداد کے ساتھ فیضان محمدی مل گیا۔ اور ایک تو مسیح موعودؑ کی فطرتی طاقتوں نے اس کو اوپر اٹھایا اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بلند کیا۔ اس لئے پہلے کی نسبت بہت جلد ایسا کامل انسان" ظاہر ہوا۔ اور تیرہ سوال کے اندر ایسے کامل انسان کا ظہور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوت فیضان کے کمال کا ایک زبردست ثبوت ہے۔" ص ۲۴۹

مندرجہ بالا حوالہ میں حضور نے اپنا عقیدہ انہی الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ جو حضرت بابا نانک رح صاحب نے اپنی پیشگوئی میں "پکے" گروہ کے عقیدہ کے بارہ میں ارشاد فرمائے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی الہام الٰہی کے ماتحت اپنے حق میں ان الفاظ کو استعمال فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضور کا ارشاد ہے:۔

" انی جعلت فردًا اکمل من الذین انعم علیہم فی آخر الزمان ولا فخر ولا ریاء فعل کیف اراد وشاء فھل انتم تحاربون اللہ وتزاحمون "

میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ اور یہ فخر اور ریاء نہیں خدا نے جیسا چاہا کیا۔ پس کیا تم خدا کے ساتھ لڑتے ہو۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۱۲)

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "آئینہ کمالات اسلام" ص ۱۶۱ میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں اور "تحفہ قیصریہ" ص ۲۲ پر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حق میں اور "لیکچر سیالکوٹ" ص ۲ پر سری کرشن جی مہاراج کے حق میں کامل انسان کا لفظ نبی کے معنوں میں ہی استعمال فرمایا ہے۔

حضرت بابا نانک صاحب رح کی پیشگوئی سے ثابت ہوتا ہے کہ اختلاف پیدا ہونے پر "پکے" لوگوں کو جس بات کا پہلے اعلان کرنیکی ضرورت پیش آئیگی۔ وہ حضور علیہ السلام کی پوزیشن یعنی دعوئ نبوت سے تعلق رکھتی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ باباجی نے سب سے اول اسی بات کو بیان فرمایا ہے۔ کہ "پکے" لوگ کہیں گے کہ یہ "پورن پورکھ" یعنی کامل انسان (نبی) ہے۔

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین خود بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ ہمارے اختلاف کی اصل جڑ مسئلہ نبوت ہی ہے۔ خدا کی قدرت دیکھو جن الفاظ میں باباجی نے "پکے" گروہ کا عقیدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیان کیا ہے وہی الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ میں استعمال کئے ہیں۔ اور اسی رنگ میں "پکے" گروہ کے سردار سیدنا امیر المومنین نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوت میں "کامل انسان" کے الفاظ کو تحریر فرمایا ہے۔

(۲) ابناشی ([illegible])

اس کا مطلب ہے دائمی زندگی پانے والا۔ باباجی کے اس ارشاد کا خلاصہ مطلب یہی ہے، کہ صراط مستقیم پر چلنے والے "پکے" لوگوں کا دوسرا عقیدہ یہ ہوگا۔ کہ وہ اس مامور کو ابدی زندگی پانے والا یقین کرتے ہونگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابدی زندگی کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمائی ہے:۔

"میں ہرگز کسی احمدی کیلئے جائز نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے مسیح کو مردہ کہے۔ بلکہ ضرور ہے کہ اُسے زندہ کہا جائے۔ یہ میرا حکم نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ درحقیقت انسان پر جب موت آتی ہے۔ تو اس کے اجزاء متفرق ہو جاتے ہیں۔ مگر دیکھو اس کے مرید بمنزلہ اجزاء کے تھے۔ وہ بجائے اس کے کہ متفرق ہوں ان میں وحدت کی روح پھونکی گئی۔" (بدر ۱۱ر جون ۱۹۰۸ء)

اس فرمان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور الہامات کے ماتحت ہم احمدی قرآن شریف اور احادیث کی روشنی میں شروع سے ہی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابناشی ہیں۔ ہم حضور علیہ السلام اور آپ کے قائم کردہ سلسلہ کی حیات ابدی قومی وحدت پر ہی یقین کرتے ہیں۔ اور اس قومی وحدت کی حفاظت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں خلافت کا دائمی سلسلہ قائم کیا۔ کیونکہ حقیقی وحدت خلافت سے ہی وابستہ ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کو بھی شرح صدر سے خلیفہ تسلیم کیا اور آپ کے فرمان کے مطابق۔ کہ

"جب میں مرونگا تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا کھڑا کریگا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کریگا۔" (بدر جلد ۱۲ صہ)

ہم لوگ سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت پر بھی صدق دل سے ایمان لائے۔ مگر وہ لوگ جو ہم سے الگ ہوئے ہیں جہاں آج نبوت جیسی نعمت کو قومی وحدت کو پاش پاش کرنے والا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حربہ یقین کرتے ہیں۔ وہاں اِس خلافت جیسے بابرکت انعام کو بھی ذہنی تکلیف کا باعث قرار دے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے صاف الفاظ میں حضورؑ کی ابدی زندگی جماعت احمدیہ کی وحدت سے ہی وابستہ قرار دی ہے۔ مگر منکرین خلافت نے احمدیت میں اختلاف پیدا کرکے جماعت کی وحدت کو توڑنے کی پوری کوشش کی۔ اور آج تک وہ اسی کوشش میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ جب کبھی بھی کوئی ہماری جماعت سے الگ ہوتا ہے یا خارج کیا جاتا ہے تو یہ لوگ اسکو آلہ کار بنا کر اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ گویا وہ حضور علیہ السلام کی ابدی زندگی سے عملاً انکار کر رہے ہیں۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے اسی قومی وحدت کو حضورؑ کی ابدی زندگی قرار دیا ہے۔ جس کے توڑنے میں یہ لوگ پچیس برس سے مصروف ہیں۔ اور ناکامی پر ناکامی حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابدی زندگی کا خدا تعالیٰ خود محافظ ہے۔ اور وہی اس کی حفاظت کے سامان مہیا کرتا چلا جائیگا۔ کون ہے جو اسطرف آنکھ اٹھا سکے۔

پس ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ زندہ ہیں اور حضورؑ کی زندگی کا ثبوت حضورؑ کی جماعت میں خلافت کے دائمی سلسلہ کا قیام ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ ہم بآواز بلند کہتے ہیں:-

"حضرت اقدس (علیہ السلام) زندہ ہیں۔ اُن کا روحانی فیض زندہ ہے۔ اُن کا تمام کاروبار زندہ ہے۔ وہ مرے نہیں گئے۔ وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ اور بدگو مخالف اُن کے سلسلہ کو ترقی پاتے ہوئے دیکھکر حسد اور بغض میں مرجائینگے اور حسرت کیساتھ ہلاک ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

صادقاں را نورِ حق تا ابد مدام کاذباں مردند شد ترکی تمام" (بدر جلد، ۲۳)

(۳) سرشٹ کا کرتا (ਸ੍ਰਿਸਟ ਦਾ ਕਰਤਾ)

اس لفظ کا مطلب ہے۔ "زمین و آسمان بنانے والا" باباجی نے "سکھ" لوگوں کا تیسرا عقیدہ یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ وہ اُسی نئی دُنیا بسانے والا یقین کرتے ہونگے۔ اس کا مطلب روحانی دنیا ہے۔ کیونکہ یہ مادی دنیا تو بہت دیر سے پیدا ہو چکی ہے۔ اور باباجی کے اپنے فرمان کے مطابق ہی یہ سرشٹی ہر اوتار کے وقت ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوئی چند چڑھے سے تارے سوئی دنی اَرتپت رہے
سادھرتی سا پون جھلارے جگ جی کھیلے تھا دکیسے[1]
(گرنتھ صاحب محلہ ۱)

ਸੋਈ ਚੰਦੁ ਚੜਹਿ ਸੇ ਤਾਰੇ ਸੋਈ ਦਿਨੀਅਰੁ ਤਪਤ ਰਹੈ ॥ ਸਾ ਧਰਤੀ ਸੋ ਪਉਣੁ ਝੁਲਾਰੇ ਜੁਗ ਜੀਅ ਖੇਲੇ ਥਾਵ ਕੈਸੇ॥

پس باباجی کا یہ فرمانا کہ وہ سرشٹی کا کرتا تسلیم کریں گے یہی مفہوم رکھتا ہے کہ وہ پورا گورد ایک نئی روحانی دنیا بسائیگا۔ گرنتھ صاحب میں بھی برہم گیانی کو سرشٹی کا کرتا تسلیم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

برہم گیانی سب سرشٹ کا کرتا
ص ۲۷۳

ਬ੍ਰਹਮ ਗਿਆਨੀ ਸਭ ਸ੍ਰਿਸਟਿ ਕਾ ਕਰਤਾ ॥
(ਮ: ੫, ੨੭੩)

گرنتھ صاحب کے اِس مندرجہ بالا قول سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کے پیارے اور برگزیدہ انسان ایک نئی دنیا کی بنیاد رکھا کرتے ہیں۔ اور وہ روحانی دنیا ہُوا کرتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے بندے یہی نعرہ لگایا کرتے ہیں ؎

"ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمین کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار" (مسیح موعودؑ)

یعنی "تم نیچے کے ہو، میں اوپر کا ہوں۔ تم دنیا کے ہو، میں دنیا کا نہیں ہوں" (یوحنا ۸/۲۴)

پس خدا کے بندوں کی دنیا ایک نرالی دنیا ہوتی ہے۔ جسکا دنیا داروں سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔

بھگتاں تے سنساریاں جوڑ کدے نہ آیا
(گرنتھ صاحب ص ۱۴۵)

ਭਗਤਾ ਤੈ ਸੈਸਾਰੀਆ ਜੋੜੁ ਕਦੇ ਨ ਆਇਆ
(੧੪੫)

اِس لئے حضرت بابا نانکؒ صاحب کے فرمان کا مطلب یہی ہے کہ وہ "پکّے" لوگ جو اسکے ساتھ صدق دل سے تعلق رکھتے ہونگے وہ اس کی نئی مذہبی فضاء پیدا کرنے والا یقین کرتے ہونگے اور وہ نئی روحانی دنیا کو بسانے والا ہوگا۔ سچ ہے ؎

مالک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر   گو بہت دنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار

---

[1] یعنی یہ چاند، سورج اور ستارے وغیرہ اشیاء تو وہی رہتی ہیں۔ مگر حالات زمانہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ گویا یہ نظام تو رامچندر اور سری کرشن، حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السّلام کے وقت بھی یہی تھا۔ مگر حالات یہ نہ تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ وہ نکتہ عظیمہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے بار بار پیش کیا کہ قرآن کریم محض ایک کتاب نہیں بلکہ ایک زندہ عالم ہے، جس کے حقائق و عجائب کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ وہ ایک غیر محدود خزانہ ہے جس میں آئندہ زمانوں کی ضروریات کے سب سامان مخفی رکھے گئے ہیں۔ اس کلام پاک کی تحقیق و تجسس سے بھی اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر علوم کے چشمے پھوٹ نکلیں گے جسطرح کہ نیچر یعنی صحیفۂ فطرت پر غور کرنے سے علوم کے خزانے کھلتے چلے جاتے ہیں +

الغرض اس زمانہ کے مامور حضرت احمد قدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے قرآن کو ایک زندہ عالم ثابت کیا جس کے خزانے ہمیشہ کھلتے رہیں گے۔ جیسے یہ کائنات ہے کہ اس میں پہلے دن سے ہی سب خواص اور طاقتیں رکھ دی گئیں۔ لیکن ہر زمانہ میں انسان اسی کائنات سے نئے نئے علوم اخذ کرتا چلا آیا ہے اور نئے نئے خزانوں پر اطلاع پاتا رہا ہے، حالانکہ یہ سب اسرار اور یہ سب خواص اور طاقتیں پہلے سے موجود تھیں صرف کوشش کی ضرورت تھی۔ جوں جوں انسان نے اُن کا کھوج لگایا وہ ظاہر ہوتی گئیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے کلام قرآن مجید میں بھی ہر زمانہ کے لئے سامان موجود ہیں۔ سب اسرار و غوامض، خواص و عجائبات، معارف و حقائق علوم حکمیہ اس میں پہلے سے ہی رکھ دیئے گئے ہیں۔ لیکن جس جس زمانہ میں کسی ماہر نے ان علوم کا کھوج لگایا زمانہ کی علمی اور روحانی پیاس کے مطابق یہ علوم کھلتے گئے۔ کیونکہ قرآن وہ بحر بے کنار ہے جس میں ہر قسم کے موتی، مونگے، ہیرے، جواہرات موجود ہیں۔ اس کے خزانے کائنات عالم کے خزانوں کی طرح کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ فرمایا:- وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ روئے زمین میں جسقدر درخت ہیں اگر ان تمام کو کاٹ کاٹ کر قلمیں بنا دی جائیں وَالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ اور اسی طرح سمندر سیاہی بن جائے اور پھر اور سات سمندروں کا پانی بھی سیاہی بنا دیا جائے۔ اور ان قلموں اور اس سیاہی سے کلام اللہ کے حقائق اور معارف لکھے جائیں مَا نَفِدَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ قلمیں ٹوٹ جائینگی سات سمندر کی سیاہی ختم ہو جائیگی مگر قرآن کا سمندر پھر بھی بھرا ہوا ہوگا۔ اس کے معارف ختم ہونے میں نہیں آئیں گے (سورۂ لقمان رکوع ۳)

یہاں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ قرآنی علوم کوئی قیاس اور ظنی چیز نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی بنیاد یقینیات پر ہے۔ پس جب بھی کوئی علمی تحقیقات اور سائنس کے انکشافات یقینیات کے درجہ کو پہنچ جائیں، قیاسات کی منازل سے گذر کر یقین یا مشاہدہ کے دائرہ میں داخل ہو جائیں تو یہ ممکن نہیں کہ وہ ارشادات قرآنی کے خلاف ہو سکیں۔ آپ غور کریں، سائنس کے انکشافات آخر ہیں کیا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف بھی اِسی بات کی تائید کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے ذریعہ ایک نئی روحانی دنیا کی بنیاد ڈالی ہے۔ اِس کشف کی تشریح میں حضورؑ فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ میں نے کشفی رنگ میں نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا۔ اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اَب انسان کو پیدا کریں۔ اِسپر نادان مولویوں نے شور مچایا کہ دیکھو اَب اِس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ اس کشف کا مطلب یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کریگا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے۔ اور حقیقی انسان پیدا ہونگے۔" چشمہ مسیحی حاشیہ صفحہ ۳۵

منکرین خلافت نبوت جیسے بہت بڑے انعام کو قومی وحدت کو پاش پاش کرنیوالا حربہ بیان کرتے ہوئے امتِ محمدیہ میں نئی مذہبی فضاء پیدا کرنیوالوں کا اِن الفاظ میں انکار کرتے ہیں:-

"اگر امت محمدیہ میں آئے دن انبیاء پیدا ہوتے رہیں۔ جو پُرانی مذہبی فضاء کو تباہ کرتے جائیں اور سب کو اسلام سے خارج قرار دیکر نئی سے نئی فضاء کی بنیاد رکھیں تو مسلمان اُنہی امراض کا شکار ہو جائیں گے۔ جن میں کسی وقت یہود گرفتار تھے۔ اور وحدت ملّی ہمیشہ کیلئے پاش پاش ہو جائے" (پیغام صلح ۷؍ اگست ۱۹۳۸ء)

افسوس کا مقام ہے کہ انبیاء کی آمد لوگوں کو اسلام سے خارج قرار دینا بیان کی گئی ہے۔ حالانکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ نبی داعیاً الی اللہ ہوتا ہے نہ کہ داعیا الی الکفر۔ اور اس کے ساتھ ہی اِس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہود کا امراض میں مبتلا ہونا اس لئے تھا کہ ان میں نبوت جاری تھی۔ یہ بات بھی قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف ہے۔ یہود کی وحدت ملّی کا تباہ ہونا آمد انبیاء کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ تکذیبِ انبیاء کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے انکی وحدت کو تباہ کردیا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اِس زمانہ میں نئی مذہبی فضاء اس لئے قائم نہیں کی کہ اسلام کی وحدت ملّی کو پاش پاش کیا جائے۔ بلکہ حضورؑ تو مبعوث ہی اس غرض کیلئے ہوئے ہیں۔ کہ دنیا کو دینِ واحد پر جمع کرکے ایک قوم بنا دیں۔ جیسا کہ حضورؑ کا ارشاد ہے:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اِن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے۔ جس کیلئے میں بھیجا گیا۔ سوتم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اخلاق اور دعاؤں پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"　　(الوصیۃ صٖ)

حضورؑ کا ایک الہام بھی اسی مفہوم کا ہے۔ جیسا کہ :-

"سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علیٰ دین واحد" (تذکرہ صفحہ ۵۲۷)

پس یہ خیال کرنا کہ نبی لوگوں کو کافر بنانے آتے ہیں یا قومی وحدت کو تباہ کرنے آتے ہیں، صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ ایسا اعتراض ہے جو ہر نبی کے مخالفین کی طرف سے کیا گیا ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کا نبی اور نئی روحانی دنیا کا بسانے والا یقین کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے، کہ حضورؑ نے اللہ کے حکم کے مطابق اس گمراہی کے زمانہ میں ایک نئی مذہبی فضاء کی بنیاد رکھکر یعنی جماعت احمدیہ کا قیام فرماکر مسلمانوں کو خدا کی طرف بلایا ہے۔

حضرت بابا نانکؒ صاحب کی پیشگوئی کے مطابق راستی پر وہی گروہ ہوگا جسکے عقائد میں یہ تین باتیں بالکل نمایاں طور پر ہونگی۔

(۱) اوّل یہ کہ یہ کامل انسان یعنی انسانیت کے کمال (نبوت) کو پانے والا ہے۔

(۲) دوم یہ کہ یہ ابناشی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس پر ابدی زندگی کی چادر ڈالدی ہے۔ اور اسکا ثبوت حضورؑ کی قائم کردہ جماعت میں سلسلہ خلافت کے ذریعہ وحدت کی روح کا پھونکنا ہے۔

(۳) سوم یہ کہ یہ سرشٹ کا کرتا کرنے ہارا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ایک نئی مذہبی فضا پیدا کی ہے تا لوگ دین واحد پر جمع ہوسکیں۔

اب ہم ان لوگوں کے متعلق عرض کرتے ہیں جنکو باباجی نے "کچے" کے نام سے موسوم کیا ہے یعنی جو احمدیت کے نادر درخت کے پھل کچے ہی ٹوٹ جائینگے۔ انکے متعلق باباجی نے تین باتیں ہی بیان فرمائی ہیں:-

اوّل یہ کہ وہ بھرمائینگے ([illegible]) دوم یہ کہ وہ کہیں گے کہ یہ راجہ ہے۔

سوم یہ کہ جو گورمکھ گورو کے پیارے ہیں اُن کی مخالفت کریں گے۔

(۱) بھرمائینگے　　(ਭਰਮਾਇਸਨਗੇ)

بھرم کا مطلب وہم ہے۔ یعنی باباجی فرماتے ہیں۔ کہ وہ اختلاف کرنے والے کسی دلیل پر نہیں ہونگے، اور نہ انکے پاس حق ہوگا۔ بلکہ وہ صرف اپنے وہم اور گمان کی پیروی کرنے والے ہونگے۔ انکا اختلاف کسی حق بات پر نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اپنی ظاہری علمیت اور قابلیت کے وہم میں مبتلا ہو کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اختلاف کرینگے۔ قرآن شریف سے یہی پتہ چلتا ہے کہ خلافت کا انکار تکبّر کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان ہمیشہ اُسیوقت وہم کا شکار ہوتا ہے جب وہ اپنی ظاہری پوزیشن کا خیال کرکے اپنے آپکو بہت بڑا عالم اور قابل تصور کرلیتا ہے اور دوسروں کو ادنیٰ سمجھ کر نظر انداز کردیتا ہے۔ مگر یہ بھی ایک مسلّمہ امر ہے کہ حقیقی علم دنیا کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں نہیں بلکہ وہ تو اس رب العالمین کے پاس ہے جو علیم و خبیر ہے۔ کیونکہ تمام علوم کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہی ہے۔ اور وہ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ کے ماتحت جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ خواہ دنیا کی نظر میں وہ ایک حقیر بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ کا فضل ایم۔اے اور ایل ایل۔بی کا کوئی امتیاز نہیں کرتا۔ ہاں وہ تقویٰ کو ڈھونڈتا ہے۔ دنیا نے اللہ تعالےٰ کی اس قدرت کاملہ کا نمونہ کئی مرتبہ دیکھا ہے۔

غیر مبائعین احباب نے جن عقائد میں ہم سے اختلاف کیا وہ ایسے ہیں کہ جن پر خود وہ ایک عرصہ قائم رہ چکے ہیں۔ اسی لئے باباجی نے ان اختلاف کرنے والے "کچھ" لوگوں کو "بھرمائینگے" کہکر وہم میں مبتلا ہونا کہا ہے۔ تو یہ ایک حقیقت ہے، جسپر غیر مبائعین کا سارا عمل شاہد ہے۔ اگر انہوں نے ہم سے مسئلہ نبوت میں اختلاف کیا تو وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی زندگی میں اس پر اس زور سے قائم تھے کہ علاوہ اخباروں رسالوں میں اس کا اظہار کرنے کے انہوں نے عدالتوں میں حلفیہ بیان دیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبی ہونا تسلیم کیا۔ مگر بعد میں اسکو قومی وحدت پاش پاش کرنے کا حربہ ظاہر کیا۔ اگر انہوں نے مسئلہ خلافت کا انکار کیا۔ تو ایک عرصہ اسکو بھی صحیح تسلیم کرتے رہے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں خلافت کا قیام الوصیّۃ کے عین مطابق مانتے رہے۔ اور نہ صرف یہ کہ خود ہی بیعت کی۔ بلکہ لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے۔ مگر بعد میں اس سے انکو ذہنی تکلیف محسوس ہونے لگی۔ اور اسکو پیر پرستی وغیرہ ناموں سے پکارنے لگے۔ اسی طرح ہی دیگر مسائل کا معاملہ ہے۔

(۲) راجہ ہے (ਰਾਜਾ ਹੈ)

باباجی نے ان اختلاف کرنے والوں کے متعلق دوسری بات یہ بیان کی ہے۔ کہ وہ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہونگے۔ کہ یہ ایک راجہ ہے۔ باباجی کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس موعود کا علانیہ انکار تو نہیں کرینگے۔ البتہ اس کے درجہ کو کم کرنیکی کوشش کرینگے۔ مگر چونکہ ان کا کہنا وہم کی پیروی کے نتیجہ میں ہوگا۔ اس لئے وہ خیال بھی نہیں کریں گے کہ ہم اسکی توہین کر رہے ہیں۔ کسی بڑی ہستی کو اسکے نچلے درجہ کے نام سے مخاطب کرنا اسکی توہین کے مترادف ہوتا ہے خواہ وہ درجہ فی ذاتہٖ ایک عزت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقام ہی کیوں نہ ہو۔ یس بے شک راجہ کا لقب اپنی ذات میں ایک قابلِ عزت لقب ہے۔ اگر کسی غریب انسان کو راجہ بنایا جائے تو اس کیلئے نہایت خوشی کا مقام ہوگا۔ مگر ایک بادشاہ کو راجہ کے مقام پر لانا اس کیلئے ماتم کا مقام ہوگا۔ اسی طرح خدا کے ایک مقدس نبی کو صرف مجدّد قرار دینا اس کی ہتک ہے۔ کیونکہ جو تعلق بادشاہ اور راجہ کا ہوتا ہے۔ وہی تعلق روحانی بادشاہت میں نبی اور مجدّد کا ہے۔ گو لفظ مجدّد بھی راجہ لفظ کی طرح ہی فی نفسہٖ بہت بلند شان رکھتا ہے۔ مگر نبوت کے مقابلہ میں ایک ادنیٰ مقام ہے۔ ایک نبی کو (جسکی نبوت کو حلفیہ بیانوں کے ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے) نبوت کے مقام سے معزول کر کے مجدّد کے مقابلہ پر لے آنا اسکی نیز اُس کو مبعوث کرنیوالی ہستی ذات باری تعالیٰ کی توہین کے مترادف ہے۔ باباجی کا یہ فرمانا کہ "کچے" لوگ اسکو راجہ کہینگے اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ اختلاف پیدا ہونے پر اسکی جو شان الگ ہونے والے بیان کرینگے وہ اُس سے بلند مرتبہ کا مالک ہوگا۔ کیونکہ ایک طرف تو اسکی شان "پورن پورکھ" کامل انسان بتائی ہے اور دوسری طرف "راجہ"۔ اور قرینہ یہ ہے کہ راجہ کہنے والے لوگ "کچے" ہونگے اور وہم کی پیروی کر رہے ہونگے۔ یعنی وہ خود بھی اِس بات کو تسلیم کر چکے ہونگے جس میں انکو اختلاف ہوگا۔ اور وہ "تو ٹس بسیئی نانکا جو توڑے آپ دیال" کی مشیئت الٰہی سے اس کی جماعت سے کٹ چکے ہونگے۔ اسلئے ان کا اسکو راجہ کہنا ایک غلط قدم ہوگا جو حقیقت کے خلاف ہوگا۔ اور یہ قدم وہ سلسلہ سے الگ ہونے کے بعد اٹھائیں گے یعنی جب وہ الگ ہوجائیں گے۔ تو پھر اُن کے اختلافِ عقائد کا باب اسی مسئلہ نبوت سے شروع ہوگا۔ اور ہمارے اختلاف کی اصل جڑھ یہی مسئلہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ باباجی نے اختلاف پیدا ہونیکا باعث وہم بتانے کے بعد دوسری بات یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ کہیں گے کہ یہ راجہ ہے۔ یعنی ان کا پہلا قدم تو وہم کے نتیجہ میں اس کی جماعت سے الگ ہونا ہوگا۔ اور دوسرا قدم اس کی پوزیشن کو کم کرنا ہوگا۔

غیر مبائعین احباب مرکز احمدیت (قادیان) سے الگ ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "قالوا لست مرسلاً" کے ماتحت حضورؑ کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں۔ وہ بقول باباجی ایک وہم میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ یہ ایک کھلی کھلی حقیقت ہے۔ کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو عقیدہ ہم لوگ رکھتے ہیں وہی عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ان لوگوں کا اپنا عقیدہ تھا۔ اور اسی کی اشاعت میں وہ دن رات مصروف رہتے تھے۔

(باقی دارد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِسلامی خلافت۔اور۔شیعہ کتب

(از جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری)

(۴)

اگر دعویٰ وحی والہام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ۲۳ سال کا لمبا عرصہ پانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین (سورۃ الحاقہ) کے معیار کے مطابق آپکی وحی کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل ہے تو کیوں حضرت مہدیٔ معہودؑ کو وحی الٰہی اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونیکے دعویٰ کے بعد ۲۳ سال سے بھی زیادہ عرصہ مل جانا انکی وحی کے منجانب اللہ ہونے اور ان کے اپنے دعاوی میں صادق ہونیکی دلیل نہیں؟ شیعہ صاحبان اگر آج حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ السلام کے امام الزمان ہونے سے انکار کریں تو پھر انہیں کیا حق پہنچ سکتا ہے کہ ایک آریہ یا عیسائی یا کسی غیر مسلم کے سامنے قرآن مجید کی اس دلیل کو وحی قرآنی کے منجانب اللہ ہونیکے ثبوت میں پیش کریں۔ کیونکہ مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ جب اس زمانہ کے ایک مدعی مہدویت کے اس معیار پر پورا اترنے کے باوجود تم اسے رد کرتے ہو تو پھر تمہیں کیا حق ہے کہ اس دلیل کو ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرو۔ پس شیعوں اور دیگر منکرین مہدی معہودؑ کو جو قرآن مجید کو کتاب اللہ کے ماننے کے مدعی ہیں، کیا حق رہجاتا ہے کہ وہ اس قرآنی دلیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں پیش کریں؟ پس حق بات یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے دعاوی سے انکار کرکے مسلمان قرآن مجید کی اس دلیل کو ایسا کمزور بنا لیتے ہیں کہ وہ اسے غیر مسلموں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔

مہدی کا نام احمدؐ اور عیسیٰ مسیح

شیعوں کی کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صٓ پر تو مہدی کا نام بھی احمد اور عیسیٰ مسیح بھی بتا دیا گیا ہے۔ مگر افسوس اکثر شیعہ پھر بھی امام مہدی کو پہچاننے سے محروم ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا۔ قَالَ الْحُسَيْنُ۔ فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۔ قَالَ سَمَّى اللّٰهُ الْمَهْدِيَّ الْمَنْصُوْرَ كَمَا سُمِّيَ اَحْمَدُ وَمُحَمَّدٌ وَمَحْمُوْدٌ وَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

كَمَا سُمِّيَ عِيْسَى الْمَسِيْحُ"

کہ ابو جعفرؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول، جو قتل کیا گیا مظلوم پس ہم نے اس کے ولی کے لئے غلبہ دیا ہے۔ کہا مظلوم حسینؓ ہے پس نہ اسراف کیا جائے اس کے قتل میں بیشک وہ منصور ہوگا۔ کہا کہ نام رکھا ہے اللہ نے مہدی کا منصور جیسا کہ نام رکھا ہے اس کا احمدؐ، محمدؐ، محمود اور جیسا کہ اس کا نام رکھا ہے عیسیٰ مسیح۔

پس حضرت مرزا غلام احمدؑ مہدی موعود علیہ السلام احمدؑ بھی ہیں جیسا کہ خدا نے آپکو احمدؑ کے نام سے مخاطب فرمایا اور عیسیٰ مسیح بھی۔ چنانچہ آپ ہی کو خدا تعالیٰ نے مسیح اور عیسیٰ بھی قرار دیا۔ اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے۔ اور یہ خیال غلط ہے کہ مہدی اور ہے اور مسیح اس سے الگ شخصیت ہے۔

حضرت مہدی معہودؑ کی شیعوں کو دعوتِ مباہلہ کے ذریعہ اتمام حجت

حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام نے شیعوں پر آخری حجت پوری کرنیکے لئے ان کے علماء اور مجتہدین کو دعوتِ مباہلہ بھی دی ہے۔ چنانچہ آپ سر الخلافہ میں لکھتے ہیں:-

"فَهَا أَنَا أَدْعُوهُمْ إِلَى أَمْرٍ يَفْتَحُ عَيْنَهُمْ سَوَاءً بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ أَنْ نُحَاضِرَ فِيْ مِضْمَارٍ وَنَتَضَرَّعَ حَضْرَتَ رَبٍّ قَهَّارٍ وَنَجْعَلَ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ إِنْ لَمْ يَظْهَرْ أَثَرُ دُعَائِيْ إِلٰى سَنَةٍ فَأَقْبَلُ لِنَفْسِيْ كُلَّ عُقُوْبَةٍ وَأُقِرُّ بِأَنَّهُمْ كَانُوْا مِنَ الصَّادِقِيْنَ وَمَعَ ذٰلِكَ أُعْطِيْ لَهُمْ خَمْسَةَ آلَافٍ مِنَ الدَّرَاهِمِ الْمُرَوَّجَةِ وَإِنْ لَمْ أُعْطِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيَّ إِلٰى يَوْمِ الْآخِرَةِ۔ وَإِنْ شَاؤُوْا فَأَجْمَعُ لَهُمْ تِلْكَ الدَّرَاهِمَ فِيْ مَخْزَنِ دَوْلَةِ الْبِرِيْطَانِيَّةِ أَوْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ الْأَعِزَّةِ"

ترجمہ۔ اب میں شیعوں کو ایسے امر کی دعوت دیتا ہوں جو ان کی آنکھیں کھولدے گا۔ اور وہ ایسا امر ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان مساوی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم میدان مباہلہ میں حاضر ہوں۔ اور رب قہار کے حضور تضرع کریں۔ اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ پھر اگر میری دعا کا اثر ایک سال تک ظاہر نہ ہو۔ تو میں اپنے لئے ہر سزا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبول کرلوں گا۔ اور اقرار کروں گا کہ شیعہ سچے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی انہیں پانچ ہزار روپیہ رائج الوقت دوں گا۔ اگر نہ دوں تو مجھ پر قیامت کے دن تک لعنت ہو۔ اور اگر وہ چاہیں تو میں یہ روپیہ سرکار برطانیہ کے خزانہ میں یا کسی معزز آدمی کے پاس جمع کرا دوں گا۔

اس تحدی آمیز دعوت مباہلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ شرط بھی پیش کی کہ آپ سے مباہلہ کرنے والا کوئی ایسا شیعہ ہونا چاہیئے۔ جو سر الخلافہ کے طریق پر ایک رسالہ بھی لکھے۔ اور لکھا کہ یہ طریق اس لئے اختیار کیا گیا کہ مباہلہ کرنے والا عالم اور دانا آدمی ہونا چاہیئے۔ جسے عربی زبان سے حصۂ وافر ہو۔ کیونکہ جاہل اور غیر عالم انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

اس دل ہلا دینے والی دعوت مباہلہ کے بعد شیعہ علماء اور مجتہدین میں سے کسی کو بھی اس جری اللہ کے مقابلہ میں میدان مباہلہ میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کر کے اور اس روحانی مقابلہ سے گریز کر کے اسی طرح اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام اپنے دعویٰ مہدویت اور مسیحیت میں راستباز ہیں۔ جس طرح کہ نجران کے عیسائی وفد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل مباہلہ سے فرار اختیار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔

سبحان اللہ! حق میں بھی کیا رعب ہوتا ہے کہ باطل روحانی مقابلہ میں اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔

بالآخر میں اس دعا پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں، کہ خدا تعالیٰ شیعہ اصحاب کو ان پیش کردہ حقائق پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا وہ سچائی کو قبول کریں۔ اور امام منتظر حضرت مہدی معہود علیہ السلام کا ساتھ دے کر ان بشارتوں اور کامیابیوں کے وارث ہوں۔ جن کے وارث ہونے کا فخر حضرت امام الزمان مسیح موعود مہدی معہود جری اللہ فی حلل الانبیاء و حجۃ اللہ علی الارض پر ایمان لانے والوں کے لئے مقدر ہے۔ اے سمیع اور قدیر خدا! تو میری اس دعا کو سن! میری اس تحریر میں برکت ڈال، اور اس کا مطالعہ کرنے والوں کا سینہ حق کی قبولیت کے لئے کھول دے۔ اللّٰھم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تا کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۷۰۰۵:- منکہ امۃ العزیز زوجہ چوہدری رحمت اللہ صاحب قوم جٹ باجوہ۔ پیشہ خانہ داری۔ عمر ۱۸ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن تلونڈی عنایت خان۔ ڈاکخانہ پسرور ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:- میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ میری جائیداد غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد میں سے میرا مہر -/۵۰۰ روپیہ ہے۔ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جو کہ مبلغ -/۵۰ روپے ہے۔ اور زیور طلائی و نقرئی قیمتی -/۳۰۰ روپے کا ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جو کہ -/۳۰ روپے ہیں۔ میرے پاس -/۵۰۰ روپیہ نقد جمع ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو -/۵۰ روپے ہوتے ہیں۔ اس طرح کل رقم جو میرے ذمہ واجب الادا ہے۔ -/۱۳۰ روپے ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ یا میری وفات کے بعد کوئی اور رقم یا جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مجھے میرے خاوند سے آجکل -/۱۰ روپے ماہوار خرچ ملتا ہے۔ میں اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو میں انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتی رہونگی۔ الامۃ:- امۃ العزیز بیگم۔ گواہ شد:- محمد لطیف بقلم خود۔ گواہ شد:- رحمت اللہ باجوہ خاوند موصیہ۔

نمبر ۷۰۰۶:- منکہ رضیہ بیگم بیوہ میرزا اسلم بیگ صاحب مرحوم۔ قوم مغل۔ عمر ۶۵ سال۔ تاریخ بیعت عرصہ تقریباً ۳۷ سال۔ ساکن قادیان۔ ڈاکخانہ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:- میری جائیداد اسوقت غیر منقولہ کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد تقریباً اڑھائی تولے سونا ہے۔ جس کی قیمت مبلغ -/۱۸۰ روپے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور میری ماہوار آمد جو خرچ مجھے ملتا ہے۔ وہ پندرہ روپیہ ماہوار ہے۔ میں اس کی بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتی رہونگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اسکے بعد میرے قبضہ میں آویگی۔ اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کو دوں گی۔ مَیں یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد میری جو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ الامتہ:۔ رضیہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ میرزا اکمل بیگ بقلم خود پسر حقیقی موصیہ۔ گواہ شد:۔ علی محمد اصحابی موصی انسپکٹر وصایا موضع ککھانوالی حال قادیان +

نمبر ۷۰۰۷:۔ منکہ فاطمہ بیگم بنت ماسٹر عبدالعزیز صاحب مرحوم قوم کشمیری بٹ عمر ۴۵ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن شہر سیالکوٹ ڈاکخانہ سیالکوٹ۔ ضلع سیالکوٹ۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں۔ میری منقولہ جائیداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے۔ (۱) مبلغ -/۲۵۰۰ روپیہ نقد جو نفع پر لگایا ہوا ہے۔ اُنتیس تولہ سونا جو کڑوں کی صورت میں ہے۔ مَیں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات پر میری اِس جائیداد سے، نیز جو بھی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری ثابت ہو اس کے ۱/۶ حصہ یعنی ایک سدس کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ میری آمد صرف ایک صد روپیہ سالانہ ہے۔ یہ آمد -/۲۵۰۰ روپے کے منافع کیصورت سے حاصل ہوتی ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں۔ کہ اپنی اس آمد یا اسکے علاوہ جو بھی آمد ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع کرتی رہوں گی۔ الامتہ فاطمہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ شیر علی عفی عنہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد احمد +

نمبر ۷۰۰۸:۔ منکہ حمیدہ صابرہ بنت ڈاکٹر فیض علی صابر صاحب۔ قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال۔ تاریخ بیعت۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ اگست ۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ مَیں اِس وقت نصرت گرلز ہائی سکول و دینیات کالج میں مبلغ للعہ روپیہ ماہوار پر معلمہ ہوں۔ اور لعہ ماہوار قحط الاؤنس ملتا ہے۔ اسکے سوا میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ مَیں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائیداد ثابت ہوئی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ آمد کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ ماہوار ادا کرتی رہونگی۔ اور آمد کے گھٹنے اور بڑھنے کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ رَبِّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الامۃ :۔ حمیدہ صابرہ بنت ڈاکٹر فیض علی صابر صاحب۔ گواہ شد۔ فیض علی صابر۔ گواہ شد:۔
Iqbal Ali ghani

نمبر ۹۰۰۷ :۔ منکہ محمد عمر ولد حافظ سخاوت حسین صاحب قوم قریشی عمر ۵۸ سال۔ تاریخ بیعت ۲۳ء ساکن بریلی ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی صوبہ یو۔پی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ فروری ۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ مکان رہائشی کوہاڈا پیر لاگت تقریباً مبلغ گیارہ ہزار روپیہ
۲۔ مکان کرایہ پر متصل 〃 〃 〃 〃 اٹھارہ سو روپیہ
۳۔ 〃 〃 باغ گذر 〃 〃 〃 ایک ہزار روپیہ
۴۔ 〃 〃 پرانا شہر بریلی 〃 〃 〃 دو ہزار اکیسو روپیہ
۵۔ 〃 〃 محلہ ترولاں 〃 〃 〃 پندرہ سو روپیہ

۶۔ زمین واقع قادیان ۲ کنال۔ سات سو پچاس روپے۔ کل جائیداد تقریباً مبلغ اٹھارہ ہزار روپیہ کی جس پر ۱/۱۰ حصہ وصیت اس طریق پر ادا کرونگا کہ مبلغ سات ہزار روپیہ جو میرا نفع مند کام پر ہے۔ اس میں سے انشاء اللہ دو صد روپیہ ہر سال ادا کرتا رہونگا۔ اور جسقدر بھی ادائیگی کر دوں۔ وہ منہا کر کے بقایا جو نکلے، وہ انجمن کارپرداز مقبرہ بہشتی بقایا وصیت منہا کر کے باقی روپیہ میری اولاد کو شرعی قانون کے ماتحت دیدے۔ اگر درمیان میں میں واسطے حج وغیرہ کچھ لونگا۔ یا اور کسی ضرورت کے ماتحت لونگا۔ وہ بھی کم ہو جائے گا۔ باقی سلسلہ تجارت پر مبلغ -/۵۰۰۰ روپیہ جن کا ماہانہ منافع -/۳۰۰ روپیہ اور پنشن سالانہ -/۳۰۰ روپیہ کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کر دیا کرونگا۔ میری وفات پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد عمر۔ گواہ شد:۔ فضل الدین مبلغ علاقہ مین پوری حال بریلی۔ گواہ شد:۔
Iqbal Ali ghani

نمبر ۱۰۰۷ :۔ منکہ عزیز النساء بیگم زوجہ ایم عبدالرشید خان۔ قوم خانوادہ پٹھان پیشہ زمینداری۔ عمر قریباً ۵۰ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۱۰ء ساکن موضع بھنڈورہ ڈاکخانہ بشارت گنج ضلع بریلی صوبہ یو۔پی۔ (اودھ) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ مئی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ نقد روپیہ جمع کچھ نہیں ہے۔ میری جائیداد اس وقت مفصلہ ذیل ہے:۔

۱۔ زیور طلائی چھ تولہ (۶)۔ ۲۔ زیور نقرئی چالیس (۴۰) تولہ۔ ۳۔ گیارہ بیگھہ زمین زرعی جو کہ میرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی کہ فطرت کی چھپی ہوئی حقیقتوں سے پردہ اٹھا دیا جائے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ فطرت کی کوئی حقیقت بے نقاب ہو اور وہ صحیفۂ فطرت کے مصنفِ حقیقی کے کسی ارشاد کے خلاف نکلے؟ ہر عقل سلیم رکھنے والا اس بات کو ناممکن قرار دیگا۔ پس یہ خوب یاد رکھو کہ قرآن اور سائنس میں کوئی حقیقی اختلاف یا تصادم ممکن نہیں۔ ہاں اگر کہیں قرآنی علوم اور سائنٹیفک انکشافات میں اختلاف نظر آئے تو اس کی وجہ صرف یہ ہوگی کہ یا تو قرآنی علوم کی ترجمانی غلط اصول پر کی گئی ہے یا پھر سائنس کی ترجمانی میں غلطی لگی ہے۔ گویا کبھی لوگوں نے خدا کے قول کو غلط سمجھا اور کبھی سائنس دانوں نے خدا کے فعل یعنی قانون قدرت کے سمجھنے میں غلطی کھائی یعنی ایک سراسر باطل تھیوری کو قانونِ قدرت سمجھ لیا گیا۔ ورنہ اسکے علاوہ یہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم کا کوئی اشارہ بھی قانونِ قدرت کی کسی حقیقت کے مخالف ہو۔ کیونکہ بایں حالت خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت کی بجائے تصادم لازم آئیگا۔

قرآن کریم اور مطالعہ سائنس

اب میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے حصولِ علم کے دو زرّین طریق بتائے ہیں، ایک تاریخ، اور دوسرے مطالعۂ قدرت۔ بار بار قرآنِ کریم میں حصولِ علم کے لئے مظاہراتِ قدرت کو پیش کیا گیا ہے۔ کہ ان کے تجربہ اور مشاہدہ سے یقینی علم حاصل ہو سکتا ہے۔ یہیں سے جدید سائنس کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور یہی تمام علوم و فنون کا بنیادی اصول ہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ تجربہ اور مشاہدہ کے طریق کو یورپ والوں نے ایجاد کیا۔ اور یونانیوں کے نزدیک علم حاصل کرنے کا جو واحد ذریعہ تخیّل و تفکّر تھا، اس کی تردید کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ تجربہ اور مشاہدہ جو جدید سائنس کی اساس ہے، یہ ایک قرآنی اصول ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (۱۷:۲) جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اُسکے پیچھے مت چلو (یاد رکھو) کان آنکھ اور دل اِن سب سے باز پرس ہوگی۔

اِس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک علم وہ ہے جس کی شہادت سمع۔ بصر اور قلب سلیم دیں۔ اِس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ ظن اور قیاس ہے علم کے یقینی مرتبہ تک نہیں پہنچتا۔ اسی قسم کے قرآنی ارشادات کے مطابق اسلامی سائنس کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر اٹھائی گئی ایسے وقت میں جبکہ تجربہ اور مشاہدہ کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے سائنس میں تجربی طریقہ کو داخل کرنے کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے نہ کہ یورپین فلاسفر "راجر بیکن" کے سر۔ یہ امر اربابِ نظر سے زیادہ دیر تک پوشیدہ نہ رہ سکا۔ چنانچہ اَب یورپ کا غیر متعصّب طبقہ مقر ہے کہ یورپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاوند نے مجھے میرے مہر مبلغ -/۵۰۰ کے دی ہے۔ ۴۔ ایک عدد باغ جو کہ چودہ بگھہ زمین میں لگایا گیا ہے۔ ۵۔ مکان مسکونہ جس کی قیمت اندازاً -/۳۰۰ روپیہ ہے۔

مَیں اس کل جائیداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اور کوشش کرونگی کہ اپنی زندگی میں ۱/۳ حصہ کی قیمت ادا کرکے صدر انجمن سے رسید حاصل کروں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد میرے بعد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نشان انگوٹھا عزیزۃ النساء بیگم۔ گواہ شد:۔ Iqbal Ali ghani ۔ گواہ شد:۔ ایم عبدالرشید خان احمدی خاوند موصیہ +

نمبر ۷۰۱۱:۔ منکہ ذوالفقار علی غنی ولد ڈاکٹر اقبال علی غنی قوم راجپوت۔ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال۔ تاریخ بیعت۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب حال ملازم دہلی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں امپیریل کونسل آف اگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ دہلی کی لائبریری میں بمشاہرہ چونسٹھ روپیہ ماہوار ملازم ہوں جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جس کو میں انشاء اللہ تعالےٰ ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ اور آمد کے بڑھنے پر چندہ وصیت بڑھاتا جاؤں گا۔ اسکے علاوہ میری وفات پر اگر میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ ذوالفقار علی غنی۔ گواہ شد:۔ اقبال علی غنی والد موصی۔

نمبر ۷۰۱۲:۔ منکہ لطیف النساء زوجہ حافظ سخاوت حسین صاحب قوم قریشی عمر ۵۰ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن بریلی ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی صوبہ یو۔پی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ بالی طلائی ۲ عدد ایک جوڑی۔ کڑے وزن تقریباً ۵ ۱/۲ تولہ در -/۶۵ روپے قیمتی -/۱۶۳ روپے۔ صبا من نقرئی ۱۶ تولہ قیمتی -/۱۶ روپیہ کل -/۱۷۹ روپے اور دس روپے نقد موجود ہیں۔ میں مذکورہ بالا جائیداد کے چوتھے حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ باقی جائیداد میری نعش کو قادیان پہنچانے پر خرچ کی جائے۔ اس کے علاوہ مبلغ پانچ روپے ماہانہ آمد ہے۔ اس کا بھی ۱/۴ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی چوتھے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ: لطیف النساء بقلم خود۔ گواہ شد: بقلم خود فضل الدین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبلغ علاقہ بین پوری حال بریلی - گواہ شد:۔ حافظ سخاوت حسین صاحب خاوند موصیہ +

نمبر ۷۰۱۳:۔ منکہ بلقیس اختر زوجہ غضنفر احمدی قوم شیخ قانونگو۔ عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۰ء ساکن قراطینہ ڈاکخانہ قراطینہ ضلع منبری صوبہ کنیا کالونی مشرقی افریقہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ رجون ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری کوئی ماہوار آمد نہیں۔ میرے پاس اسوقت بصورت زیور حسب ذیل جائیداد ہے:۔ (۱) چوڑیاں طلائی چھ عدد وزنی چار تولہ۔ (۲) ہار طلائی وزنی ساڑھے تین تولہ۔ (۳) انگوٹھی طلائی تین عدد سوا تولہ۔ (۴) کلپ طلائی ایک عدد آدھ تولہ۔ (۵) کانٹے طلائی پون تولہ۔ ان سب کی قیمت بوقت بنوائی ایک ہزار شلنگ تھی۔ اسکے علاوہ (۶) ایک عدد تیلہ جڑاؤ ہیرے والا بھی ہے جسکی قیمت چھ صد شلنگ کے قریب ہے۔ میں اس ساری جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرا مہر دو ہزار شلنگ تھا۔ جس میں سے مندرجہ بالا زیورات قیمتی سولہ صد شلنگ مجھے مل چکے ہیں۔ اور باقی چار صد شلنگ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں اس تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی تحریر کئے دیتی ہوں۔ کہ اگر بوقت وفات کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم حصہ وصیت کی مد میں داخل کرکے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے رسید حاصل کرلوں۔ تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ الامتہ:۔ بلقیس اختر احمدی۔ گواہ شد:۔ غضنفر احمدی خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد اکرم خان غوری سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ نیروبی +

نمبر ۷۰۱۴:۔ منکہ سکینہ بیگم بنت راجہ شاہوار خان قوم چب (راجپوت) پیشہ کاشتکاری۔ عمر ۲۱ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن نورنگ ڈاکخانہ آڑہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ش ۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت ذاتی کوئی جائیداد نہیں اور میں تاحال غیر شادی شدہ اپنے والدین کے پاس ہوں۔ مجھے اپنے والدین کیطرف سے حسب ذیل اشیاء بطور عطیہ ملی ہیں۔ کانٹے۔ گانی۔ ٹکہ داؤنی۔ کھیلاں۔ جملہ وزن ۵ ۳/۴ تولہ جنکی قیمت بازاری نرخ کے حساب سے در ۷۰ روپیہ فی تولہ مبلغ چار سو دو روپیہ آٹھ آنہ اور نقد -/۲۲۲/۸ روپے۔ کل میزان مبلغ -/۶۲۵ روپے ہوتے ہیں۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس رقم کو میں انشاء اللہ با حتیاط ادا کرتی رہونگی۔ نیز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے مرنے کے بعد جو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ علاوہ اسکے اگر کوئی اور زیور یا نقد خدا نے دیا۔ تو اسکی بھی وصیت انشاء اللہ کرکے ثواب دارین حاصل کرونگی اور جسقدر بیشی ہوئی اس کی اطلاع بھی معرفت امیر جماعت ہذا کرونگی۔ الامتہ:۔ سکینہ بیگم بنت راجہ شاہ سوار خان نورنگ۔ گواہ شد:۔ کاتب الحروف محمد الدین موصی صحابی امیر جماعت احمدیہ مقامی وملحقات۔ گواہ شد:۔ شاہسوار خاں والد موصیہ سیکرٹری مال نورنگ ۱۰/۹/۴۳

نمبر ۷۰۱۵:۔ منکہ محمد شفیع ولد محمد حسن خان قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۴۱ء ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خان ڈاکخانہ ڈیرہ۔ ضلع ڈیرہ۔ صوبہ سرحد۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴ ماہ اگست ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اس وقت مبلغ -/۵۰ روپیہ ماہوار سشن جج ڈیرہ کی عدالت میں ملازم ہوں۔ میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب زندہ غیر مسلم (یعنی عیسائی) ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے وقت اگر کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ قریشی محمد شفیع ولد محمد حسن خان سکنہ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ گواہ شد:۔ سید اعجاز احمد مولوی فاضل اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری قادیان۔ گواہ شد:۔ شریف احمد قریشی محلہ دارالعلوم قادیان ٭

نمبر ۷۰۲۱:۔ منکہ میرزا محمد اکرم ولد میاں محمد اشرف صاحب۔ قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان۔ حال دہلی۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۹/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/۷۱ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ میرزا محمد اکرم موصی ملتانی ڈھانڈا پہاڑ گنج دہلی۔ گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل بقاپوری۔ گواہ شد:۔ لطیف احمد طاہر بی۔ اے ٭

نمبر ۷۰۲۲:۔ منکہ مسعود احمد ولد ماسٹر محمد حسن صاحب آسان۔ قوم افغان۔ پیشہ سرکاری ملازمت۔ عمر ۲۴ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن دہلی شہر۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتاریخ ۸/۲۲ ۱ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد بمعہ مہنگائی و سپیشل الاؤنس مبلغ -/۱۷ روپے ہے۔ تنخواہ -/۴۵ سپیشل الاؤنس -/۱۵ مہنگائی -/۱۱ روپے۔ کل -/۷۱ روپے ہوئے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتا رہونگا۔ اور آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ میرے مرنیکے بعد جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر کچھ جائیداد میں بعد میں پیدا کروں اور اسکے حصہ وصیت میں سے کچھ رقم اپنی زندگی میں ادا کروں۔ تو وہ بعد میں منہا کر دیجائے گی۔ العبد:۔ مسعود احمد بیت البشارۃ۔ کھجور روڈ قرول باغ دہلی۔ گواہ شد:۔ محمد حسن آسان بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل بقاپوری ✦

نمبر ۷۰۲۳:۔ منکہ محمد شفیع ولد صوفی چراغدین صاحب مرحوم قوم کھوکھر پیشہ درزی عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۲۱ء ساکن گوجرانوالہ حال دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۷ ۱ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے:۔ ایک مکان واقع آبادی حاکم رائے گلی باوا لدھا سنگھ گوجرانوالہ ہے جس کی مالیت -/۲۵۰۰ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت اندازاً -/۱۰۰ ہے۔ مگر اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:۔ محمد شفیع احمدی درزی متصل مرینہ ہوٹل نئی دہلی۔ گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل بقاپوری۔ گواہ شد: لطیف احمد طاہر بی۔ اے ✦

نمبر ۷۰۲۶:۔ منکہ محمود احمد ولد حکیم مظہر علی صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن ہوشیارپور حال دہلی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲۲ ۱ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد مبلغ -/۲۸ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: سید محمود احمد احمدی دہلی۔ گواہ شد۔ محمد اسمٰعیل بقاپوری، سیکرٹری مال حلقہ پہاڑ گنج دہلی۔ گواہ شد: مرزا محمد اکرم دار الرحمت حال دہلی ◆

نمبر ۷۰۲۸: منکہ عطاء الرحمٰن ولد محمد عثمان قوم قریشی۔ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی۔ ساکن قادیان۔ حال دہلی۔ ڈاکخانہ۔ ضلع۔ صوبہ دہلی۔ بقائمی ہوش و بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/-/۱۷ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: عطاء الرحمٰن موصی۔ گواہ شد: محمد اسمٰعیل بقاپوری۔ گواہ شد: لطیف احمد طاہر بی۔ اے۔ دہلی ◆

نمبر ۷۰۳۲: منکہ عبداللہ ولد حسن دین قوم کفش دوز۔ پیشہ موچی۔ عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۳۳ء ساکن درگانوالی۔ ڈاکخانہ رسول پور۔ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ ۶/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد عہ روپے تخمیناً ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: عبداللہ موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: حکیم اللہ دتا امیر جماعت احمدیہ درگانوالی۔ گواہ شد: حکیم محمد فیروز الدین انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد: محمد عبداللہ ولد حاکم دین درگانوالی ◆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سائنس کا وجود عربوں کی ہی بدولت ہے۔ اور یہ سائنٹیفک ذہنیت کہ جس پر جدید سائنس کی بنیاد ہے عربوں کی پیدا کی ہوئی ہے۔ چنانچہ مغربی فلاسفر Briffault "بریفالٹ" اپنی کتاب Making of Humanity (تشکیل انسانیت) میں رقمطراز ہے:-

"اگرچہ یورپی ارتقاء کا کوئی ایک شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جس پر اسلامی تہذیب کا فیصلہ کن اثر نہ پایا جاتا ہو۔ لیکن اس کا سب سے زیادہ واضح اور سب سے زیادہ اہم اثر اس شعبہ پر پڑا ہے جو موجودہ دنیا کا امتیازی شعبہ ہے۔ اور جس میں ہماری ساری طاقت کا راز مضمر ہے یعنی سائنس اور سائنٹیفک ذہنیت۔ عربوں کی سائنس کا احسان ہماری سائنس پر محض اسی قدر نہیں ہے کہ انہوں نے چند عجیب وغریب انکشافات کئے ہوں یا چند انقلاب انگیز نظریئے پیش کئے ہوں۔ ہماری سائنس عرب تہذیب کی اس سے کہیں زیادہ ممنونِ احسان ہے۔ یعنی سائنس کا وجود بھی عربوں کی بدولت ہے۔ جس چیز کو ہم سائنس کہتے ہیں وہ یورپ میں ایک نئی ذہنیت کے ماتحت پیدا ہوئی۔ یہ ذہنیت تحقیق وتجسس کے نئے طریقوں یعنی تجارب اور مشاہدات، پیمائش اور علم ریاضی کے ان نئے طریقوں پر مبنی تھی جن سے یونانی بالکل ناواقف تھے۔ اس ذہنیت اور ان طریقوں کو عربوں نے یورپ میں رائج کیا۔" صہ ۱۳۰ (ماخوذ)

غرض یہ امر مسلّمہ ہے کہ جدید سائنس کی ابتداء مسلمانوں سے ہوئی۔ اور مسلم تہذیب کا سب سے بڑا عطیّہ سائنٹیفک طریقہ اور سائنٹیفک ذہنیت ہے۔ اس اصول کو مقرر کرنے کے بعد مسلمانوں نے علم کی مختلف شاخوں پر اس کا استعمال کیا۔ اور ہر علم میں اہم اور عظیم الشان انکشافات کئے۔ ان سائنسوں میں مشہور حسب ذیل ہیں۔ علمِ ریاضی۔ علمِ ہیئت۔ علمِ طبعیات۔ علمِ کیمیا۔ علم طبقات الارض علمِ طب۔ علم تعمیر۔ فنِ جہاز رانی وغیرہ۔

سر آلیور لاج جو علمِ طبعیات کے ایک بہت بڑے ماہر تھے اپنی کتاب Pioneers of Science کے صہ ۹ پر لکھتے ہیں:-

"قدیم اور جدید سائنس کے درمیان واحد موثر کڑی عرب ہی تھے۔ یورپ کی سائنس تاریخ میں تاریک زمانہ (ازمنہ وسطیٰ) ایک بالکل خلاء کے طور پر ہے۔ ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک ملک عرب کے سوا اور کہیں کوئی سائنسدان اور حکیم نہیں تھا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ حوالہ جات جو کہ ہم نے (ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی پروفیسر جامعہ عثمانیہ کے مضمون "مسلمان اور سائنس" سے اخذ کرتے ہوئے) آپ کے سامنے رکھے ہیں، ظاہر کر رہے ہیں کہ مسلمانوں نے ایک جدید سائنس کی بنیاد رکھی۔ اور ایک نئے زاویۂ نگاہ سے سب علوم کی چھان بین کی اور عظیم الشان انکشافات کئے۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عربوں کو یہ جدید ذوقِ نظر کہاں سے نصیب ہوا۔ اس کا جواب بالکل واضح اور روشن ہے کہ قرآن کریم جو اُن کو جانِ عزیز سے بھی زیادہ عزیز تھا جس کے ہر ہر اشارہ پر عمل پیرا ہونا وہ اپنا ایمان سمجھتے تھے۔ یہ ذوقِ نظر اُن میں اسی کلامِ پاک نے پیدا کیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں بار بار حصولِ علم کے لئے تجربہ اور مشاہدہ کو پیش کیا گیا۔ اور مظاہرِ قدرت سے استدلال کرتے ہوئے یہ بتلایا گیا کہ اس طریق سے یقینی علم حاصل ہو سکتا ہے۔

چنانچہ فرمایا:۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (پ ۲) بلاشبہ آسمان اور زمین کے بنانے میں اور رات اور دن کی آمد و رفت میں اور جہازوں میں جو کہ لوگوں کے فائدہ کی چیزیں سمندر میں لیکر چلتے ہیں اور (بارش کے) پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے برسایا۔ پھر اس سے زمین کو پژمردہ ہو جانے کے بعد زندگی بخشی اور اس میں ہر قسم کے حیوانات پھیلا دیئے۔ اور ہواؤں کے رُخ بدلنے میں اور بادلوں میں جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر و معلق رہتے ہیں عقل سے کام لینے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

اسی طرح قرآن کریم کے نزدیک مومن کی صفت ہی یہی ہے کہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کارگۂ ہستی پر غور کرے۔ اور مظاہراتِ قدرت سے مختلف ظاہری اور باطنی علوم اخذ کرتا چلا جائے۔ چنانچہ فرمایا:۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (پ ۴) بلاشبہ آسمان اور زمین کے بنانے میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں اہل عقل کے لئے (گوناں گوں) نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جن کی یہ حالت ہے کہ کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان اور زمین کی ساخت میں غور کرتے ہیں تو وہ پکار اُٹھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں کہ اَے ہمارے پروردگار تو نے اس موجودات کو لایعنی پیدا نہیں کیا۔ اے خدا تو ہر قسم کے عیب وخطا سے منزہ ہے۔ پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

گویا مومن مکتشفین جب اپنی عمیق اور دقیق تحقیقات کے بعد کسی چیز کے فوائد معلوم کر لیتے ہیں تو وہ صانع حقیقی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ دنیا پرست لوگوں کی طرح اسی پر کفایت نہیں کرتے کہ زمین کی شکل یہ ہے۔ اسکا محیط اور اس کا قطر اس قدر ہے۔ اس کی کشش کی کیفیت یہ ہے۔ آفتاب ماہتاب اور ستاروں سے اُس کو اِس قسم کے تعلقات ہیں۔ بلکہ وہ صنعت کی کماحقہٗ شناخت کرنے کے بعد اور اس کے خواص کھلنے کے پیچھے صانع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ہر چیز میں صانع کا ہاتھ اور اس کا چہرہ دیکھکر اپنے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں۔ اور جب بھی اس اعلےٰ نظام کائنات میں انہیں خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل ملتی ہے تو بے اختیار وہ پکار اُٹھتے ہیں کہ ایسا نظام ابلغ اور محکم ہرگز باطل اور بے سود نہیں۔ دنیا میں کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی، ہر چیز میں کئی قسم کے منافع اور فوائد مضمر ہیں جنکا تحقیقات سے ہمیں پتہ چلا، سوئے خدا! جو ہر قسم کے عیب وخطا سے منزہ ہے ہم کمزور اور عاجز بندے ہیں، خطا اور غلطی کر سکتے ہیں، ہمیں آگ کے عذاب سے بچائے رکھیو۔ یعنی ہر تحقیق کے نتیجہ میں جو کسی چیز کے مضر پہلو معلوم ہوتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ ہم اُن مضر پہلوؤں کو استعمال کر کے مخلوق کیلئے تکلیف کا باعث ہوں۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر سائنٹیفک ریسرچ خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت کو مدنظر رکھ کر نہ کی جائے تو اسی ریسرچ کے نتیجہ میں جو انکشافات ہونگے وہ آگ کے عذاب کی صورت میں تبدیل کئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لیجئے۔ آج سائنٹیفک ایجادات ہی دنیا کے لئے عذاب النار بن کر رہ گئیں۔

الغرض ان آیات میں علوم سائنس کے حصول کی طرف پُرزور الفاظ میں ترغیب وترہیب دلائی گئی۔ اور ساتھ ہی ایک بندش بھی لگا دی کہ ان علوم کو اس حد تک استعمال کرو جس حد تک وہ لوگوں کیلئے مفید ثابت ہوں۔ ورنہ یاد رکھو سائنس کے غلط استعمال کا انجام عذاب النار کی صورت میں نمودار ہوگا۔ چنانچہ انہی اصول کے ماتحت مسلمانوں نے علوم سائنس کو خود حاصل کیا، اور دوسروں میں پھیلایا انسانیت کے بقا، احترام اور اسکی خدمت کیلئے ان علوم کو استعمال کیا۔ اور ان جواہرات کو مشرق اور مغرب میں فیاضی کیساتھ لٹانا شروع کر دیا۔ یہانتک کہ اقوام یورپ کو جو اَب ترقی کی لامحدود فضاؤں میں بجلیوں کی سی سرعت کے ساتھ اڑتی چلی جا رہی ہیں، انہی لوگوں کے سامنے زانوئے تلمذ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طے کرنا پڑا۔ اور یورپ کی سرزمین ان جواہرات سے بہت کچھ مالا مال ہوئی۔

اِس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حالیؔ مرحوم نے کیا خوب کہا ؎

بہار اَب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے ✤ یہ سب پود اُن کی لگائی ہوئی ہے

اَب مَیں قرآن کریم کے اُن علمی انکشافات کا ذکر کرونگا جن کی تائید علوم سائنس سے ہو رہی ہے لیکن اِس سے قبل میں یہ وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حقائق قرآنی کے متعلق جو کچھ ہم سمجھ سکتے ہیں وہ اپنے زمانہ کی علمی سطح کے مطابق ہی سمجھ سکتے ہیں۔ جوں جوں زمانہ تجارب و مشاہدات اور علم و بصیرت کے صحیح خطوط پر آگے بڑھتا جائیگا حقائق قرآنی پہلے سے کہیں زیادہ روشن اور بے نقاب ہوتے جائیں گے، اور وہ قرآنی علوم جنکا کماحقہٗ ادراک آج نہیں ہو سکتا سائنس کے مستقبل میں وہ بھی درخشندہ ہوتے جائیں گے۔ اس لئے موجودہ علوم سائنس میں اگر حقائق قرآنی کی جھلک نظر نہ آئے تو اس جھلک پر حصر نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہ محکم یقین ہو کہ یہی جھلک کامل جلوہ کے رنگ میں ایک دن جلوہ آرا ہوگی۔ چنانچہ فرمایا۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۔ ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں عالم انفس و آفاق میں دکھائیں گے، حتّٰی کہ ان پر واضح ہو جائیگا کہ قرآن فی الواقعہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے۔

اَب اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوئے سب سے پہلے کائناتِ عالم کی تخلیق کے متعلق قرآنی فلاسفی پیش کی جاتی ہے۔ اِسکے بعد دیگر قرآنی انکشافات کا بھی ذکر ہوگا۔ و اللّٰہ الموفق

کائناتِ عالم کی ابتدا

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حال کی تحقیقاتیں بھی اس کی مصدق ہیں کہ یہ سب نظامِ عالم ابتری کی حالت میں سے نکل کر موجودہ صورت پر آیا ہے پہلے یہ ساری کائنات ایک غیر ممیّز صورت میں باہم ملی جلی تھی۔ یعنی کائناتِ عالم کے تمام کُرّے آغازِ پیدائش میں ایک ہیولیٰ سے مرکب تھے پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر الگ الگ کُرّے بن گئے۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہ عظیم الشان انکشاف بایں الفاظ کیا گیا۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۔ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ۔ [۲۱ / ۳۱-۳۴] کیا اِن لوگوں نے جو آیاتِ الٰہی کا انکار کرتے ہیں غور نہیں کیا۔ کہ آسمان اور زمین گٹھڑی کی طرح آپس میں بندھے ہوئے تھے یعنی کائناتِ عالم کے تمام کرّے غیر مجیّز صورت میں ملے جُلے تھے، پھر ہم نے ان کو کھول دیا اور الگ الگ کر دیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے بنایا۔ تو کیا یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ زمین متحرک ہوتے ہوئے تمہیں چکر میں نہ ڈالے۔ اور ہم نے اُس میں کُھلے راستے بنائے تاکہ وہ راہ پائیں۔ اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا اور وہ اُس کے نشانوں سے اعراض کر رہے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب کرّے اپنے اپنے فلک میں تیزی سے تیر رہے ہیں۔

اِن آیات میں مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اوّل:- آغازِ پیدائش میں آسمان اور زمین گٹھری کی طرح آپس میں لپٹے ہوئے تھے۔ جو کہ کھول دیئے گئے۔ دوم:- پانی مبدءِ حیات ہے۔ سوئم:- زمین کی اضطرابی کیفیت دُور کرنے کے لئے پہاڑ بنائے گئے۔ چہارم:- آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ پنجم:- کائناتِ عالم کے تمام کرّے اپنے اپنے دائرہ میں تیزی سے تیر رہے ہیں۔

یہ سب باتیں سائنس کے عظیم الشان انکشافات میں سے ہیں۔ سائنس سے یہ ثابت ہے۔ کہ کائنات کے تمام کرّے آغازِ پیدائش میں ملے جُلے تھے۔ یا ایک ہیولیٰ سے مرکب تھے پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر الگ الگ کرّے بن گئے۔ اور ستاروں کے بڑے بڑے نظام دن بدن پھیل رہے ہیں یعنی اِن کا فاصلہ ایک دوسرے سے بڑھ رہا ہے۔ اس پھیلاؤ کو اصطلاح میں کائنات کا پھیلنا کہتے ہیں۔ کائنات کے اس مسلسل پھیلاؤ اور ابتدائی بندش کو قرآن کریم نے رَتْق اور فَتْق کے الفاظ میں ادا کر دیا۔ اِسی طرح پانی کا مبدءِ حیات ہونا یعنی تمام ذی حیات اشیاء کا قوامِ اوّلین پانی کا ہونا یہ سائنس کا عظیم الشان انکشاف ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم میں فرمایا:- وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنَ الْمَآءِ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ اور یہ بات کہ زمین کی اضطرابی کیفیت دُور کرنے کے لئے اُس میں پہاڑ بنائے۔ اس کی تفصیل آگے آئیگی۔ اور اِسی طرح کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ کا انکشاف کہ ہر ایک کرّہ اپنے اپنے فلک میں گھوم رہا ہے۔ یہ علمِ ہیئت کا بہت بڑا انکشاف ہے۔ ان الفاظ میں قرآن کریم نے بطلیموسی[1] نظامِ شمسی کی تغلیط پہلے سے ہی

---

[1] بطلیموسی نظام میں زمین کو ساکن اور تمام کائنات کو مرکز مان لیا گیا۔ آسمان کے مختلف طبقے قرار دیئے گئے جن میں گویا مختلف اجرام سماوی جڑے ہوئے تھے۔ اور جو سب کے سب زمین کے گرد دائروں میں (باقی برصفحہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں!

صرف ۲۵ پچیس روپے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

براہین احمدیہ مکمل
کتاب البریّہ
آئینہ کمالاتِ اسلام
شہادۃ القرآن
نور القرآن
ملفوظات
مسیح ہندوستان میں

تریاق القلوب
تحفہ گولڑویہ
اربعین ہر چہار حصہ
نسیم دعوت
تذکرۃ الشہادتین
حقیقۃ الوحی
لجۃ النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمت میں
ارزاں۔

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔ سفید زین و ٹول۔ مکھن زین۔
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شیٹنگ کلاتھ۔ ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا پردمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر ۔ برانچیں ۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کوئٹہ